رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | درد ا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص وسعادتمند سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔ منیجر۔
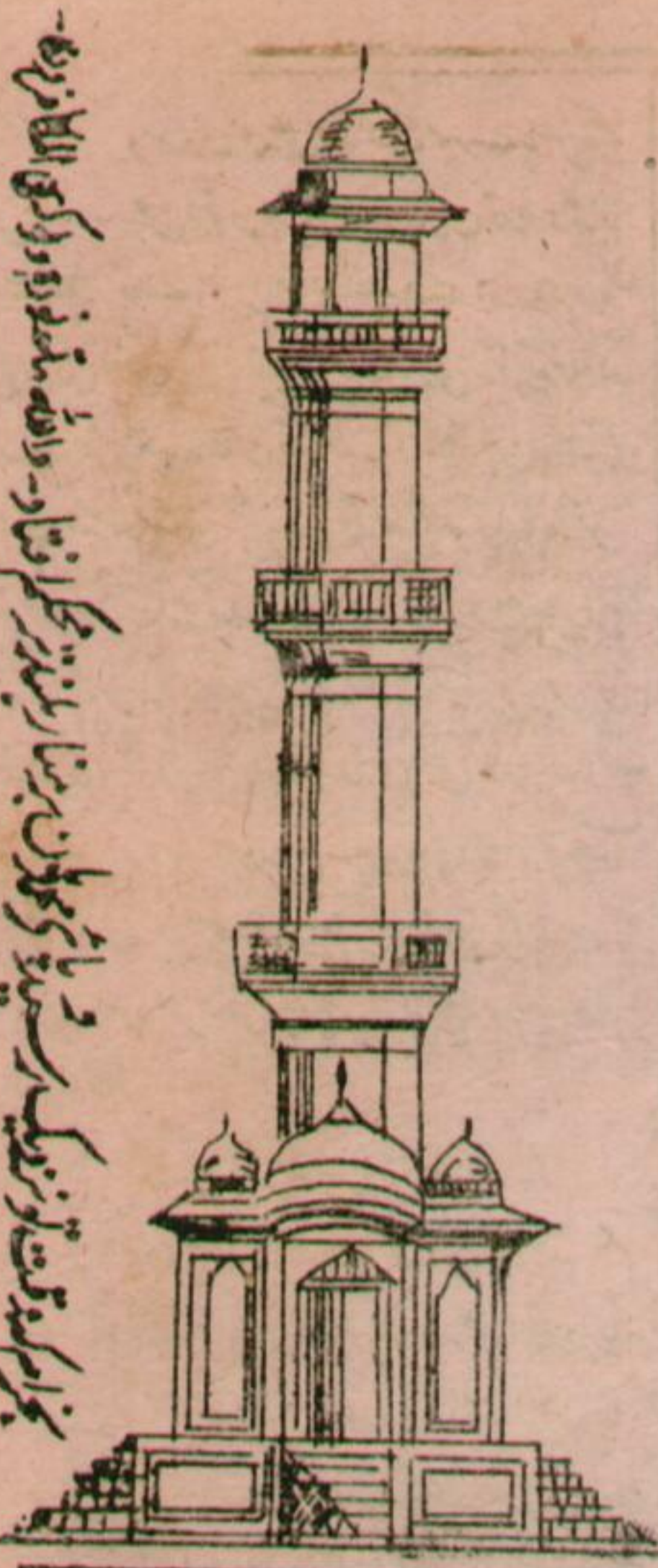
نمبر ۱۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵۔ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات ورؤیاء

قریب ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۶ء۔ "میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤنگا"۔

۳۔ اپریل ۱۹۰۶ء۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

۲۔ ان اللہ قدمنّ علینا

رؤیاء۔ کل مولوی عبد الکریم صاحب کو خواب میں دیکھا ایک بڑے کمرے میں پھر رہے ہیں میں نے کہا کہ آؤ مصافحہ کرلیں اور پھر مصافحہ کیا اور میں نے کہا کہ تم دعا کرو کہ ہم اپنے دشمنوں پر غالب آویں۔

رؤیاء۔ آج پھر مولوی صاحب مرحوم کو دیکھا کہ ایک کمرے میں پھرتے ہیں بہت جوش میں ہیں اور سخت ناراض ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں لوگ مخالفت کرتے ہیں اور کیوں اطاعت نہیں کرتے۔

۷۔ اپریل۔ یاتیک الفرج۔ ترجمہ۔ تیری لئے خوشی آتی ہے

۹۔ اپریل۔ رب ارنی زلزلۃ الساعۃ۔ یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ۔ اریک زلزلۃ الساعۃ یسئلونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق ولا یرد عن قوم یعرضون۔

نصر من اللہ وفتح مبین۔ اراد اللہ ان یبعثک مقاماً محموداً

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

اور چند روز ہوئے۔ میں نے دیکھا تھا کہ ایک انگریز ہمارے گھر میں داخل ہوا ہے ساتھ محمود ہے۔ گویا تلاشی لینا چاہتا ہے اور پاس ...... میر ناصر نواب صاحب کھڑے ہیں وہ اشارہ سے مجھے کہتے ہیں کہ یہ انگریز حاکم ہے تلاشی کی غرض سے آیا ہے میں دل میں کہتا ہوں کہ اس جگہ تلاشی کے لئے کونسی مشتبہ چیز ہے صرف ہماری تصانیف کے مسودات ہیں۔ معلوم نہیں اس خواب کی کیا تعبیر ہے مگر ناصر اور محمود کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ اگر کوئی امر مکروہ بھی ہے تو انجام اچھا ہے۔ ایسی خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں یہ ضرور نہیں کہ تلاشی سے مراد تلاشی ہی ہے بلکہ کوئی اور پوشیدہ جستجو اس سے مراد ہو سکتی ہے جس کا انجام ظاہری بریت اور صفائی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔ انا نبشرک بغلام۔ نافلۃ لک۔ ممکن ہے کہ اسکی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت اقدس اور آپ کے اہلبیت بحمد اللہ خوش وخرم ہیں۔

فاضل امروہی واپس تشریف لے آئے۔

دو عجیب وغریب پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں تفصیل آئندہ ہوگی۔

احمدیوں کی حمیت یہی چاہتی ہے

عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن کی تجاویز متعلقہ اشاعت ریویو کا حشر جو ہونا تھا ہو چکا۔ حسن ظنی سے جسکے لئے ہم سب مامور ہیں یہ سمجھا گیا تھا کہ مولوی انشاء اللہ خان کی یہ تحریک بلا خوف لومۃ لائم محض خدا کے لئے ہے۔ مگر بہت ہی جلد وہ شیشۂ نفاق ٹوٹ گیا جو اسکی تہ میں رکھا گیا تھا اور اصلیت کھل گئی جسکا ہمیں کچھ بھی افسوس نہیں بلکہ خوشی ہے میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب وطن نے ہمارے مخدوم اور فدائی اسلام ایڈیٹر میگزین پر نہایت شرمناک حملہ تلون کا کیا۔ بجائیکہ وہ وہ اخلاص فی الدین تھا جو ہر غیور اور مخلص مومن اور مسلمان میں ہونا چاہیئے +

ایڈیٹر وطن اگر اس لذت اور ذوق سے سرشار ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب کے خط سے بہت بڑا ایمانی فائدہ اٹھاتا مگر جیفۂ دنیا پر مرنے والے کب فائدہ اٹھا سکتے ہیں + ایڈیٹر وطن نے اپنے خیال میں چند روپیوں کا جمع کر لینا بڑی بھاری کامیابی سمجھا تھا۔ اور اسے ناز ہوا تھا کہ میگزین کو بہت بڑی مدد اسکے ذریعہ پہونچی ہے مگر وہ احمدیوں کی حمیت وغیرت اسلام سے ناواقف تھا وہ ذیل کے خطوط کو پڑھے کہ جس قوم میں غیرت اسلام کیلئے یہ جوش ہو وہ اسکے چند پیسوں کی کیا پروا کر سکتی ہے یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا انشاء اللہ خان پر احسان تھا کہ اسکی تجویز کو منظور کر لیا گیا تھا۔ ورنہ یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ کسی غیر احمدی کی اعانت ومدد کا محتاج نہیں اسلئے کہ خدا اسکا حامی اور اسکے خدام سلسلہ کے فدائی ہیں۔

اسکے بعد مجھے احمدیوں سے کچھ کہنا ہے۔ احمدی قوم کے ان بزرگوں نے قومی آن اور حمیت کا اچھا نمونہ دکھایا ہے اب غیرت اسی کی مقتضی ہے کہ ہم دو ہزار کا پیوں کا چندہ فی الفور جمع کر دیں۔ چودہری رستم علی صاحب نے جو تجویزیں کی ہیں وہ بجائے خود مستحسن ہیں انمیں سے جسپر عمل کیا جاوے غنیمت ہے میں جانتا ہوں ایسے آدمی نکل آئیں گے جو سو سو پچاس پچاس اس مد میں دیدیں گے مگر آسان طریق یہہ ہے کہ دس ہزار عام چندہ سے جمع کر دیا جاوے۔ اور جون کا رسالہ دو ہزار زاید چھاپ کر تقسیم ہو۔ کسی تحریک اور تجویز کا سوال فضول ہے۔ روپیہ بھیجو اور دنیا کو دکھا دو کہ یہی سلسلہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اشاعت و حمایت اسلام کا سچا جوش عطا کیا ہے اور خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس فضل میں کسی اور کو تمہارا شریک کرے۔ میں اب کسی لمبی تمہید کے بغیر ان خطوط کو درج

ورنہ محض زبانی لاف وگزاف اور چیر میں صاحب کے خوش کرنے کو بیہودہ گوئی ہے۔ اے حافظ احمد مسیح کیوں ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہو جنکو تم ثابت نہیں کر سکتے۔ اب آپ اپنے گواہوں اور انکی گواہی کی حقیقت سُن لیجیے۔

اول۔ اگر یہ واقعہ قتل صلیب ان شہادتوں سے تسلیم کیا جانا لازمی ہے تو سُن رکھیے کہ یہودیوں کی اول تو کوئی گواہی انجیل میں درج نہیں ہے کہ انھوں نے مسیح کو صلیب سے مردہ اترا ہوا پایا تھا نہ یہودی صلیب کے اتُارے جانے تک صلیب کے پاس موجود رہے نہ کسی نے چشم دید گواہی دی کہ وہ مرگیا یا نہیں اور گواہی چشم دید جسکو عینی شہادت کہتے ہیں نہ یہودیوں کی ہے نہ عیسائیوں کی ہے نہ پلاطوس کی ہے نہ مسلمانوں کی ہے جنکو آپ نے اپنے زعم میں پیش کیا ہے از روے ضابطہ فوجداری و قانون شہادت ہند مروجہ عدالت ہاے سرکاری کوئی جج اس شہادۃ کو خاصکر قتل جیسے مقدمہ میں سماعی سمجھکر ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ ورنہ آپ ان کا بیان چشم دید جو عین الیقین کی حد کا ہو انجیل سے دکھلا دیجیے

دوم۔ از روے قانون شہادت دشمن کی گواہی جس میں دشمن کی اغراض وابستہ ہوں اور جسپر گواہی دیجاتی ہے اسکی تخریب اور ذلت منظور ہو باوجود اقرار دشمنی کے ہرگز قبول نہیں ہوگی اسکی نظیر میں آپ مارٹین والا مقدمہ دیکھیے جو اس نے قتل کا حضرت اقدس مسیح محمدی علیہ الصلوۃ والسلام پر گورداسپور میں دائر کردیا تھا اور مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اسکو خارج کرکے مسیح موعود کو بری کردیا تھا اور یہ مقدمہ مسیح موسوی کے مقدمہ صلیب کے ہمشکل ہے اس میں [illegible] کے عدالت میں کا ہونے کو [illegible] عداوت وغیرہ کے دھمکی سنا کر حکم مصلوب [illegible] حاصل کر لیا تھا حالانکہ پلاطوس در پردہ مسیح کو بچانے کا ساعی تھا اور بظاہر بھی اس نے تمام سعی اسکی چھوڑنے کے واسطے ار بار کی مگر فریسی اور فقیہ بگڑے ہوئے نہ مانتے تھے ناچار اس نے ایسے طریق سے مسیح کو صلیب پر لٹکوا دیا کہ جان سے مارا نہ جاوے اور یہودیوں سے مخلصی ملے۔ چونکہ وہ بوجہ کمزوری سلطنت کے اپنی بزدلی سے علانیہ مسیح کو نہ چھوڑ سکا در پردہ اسکو بچایا (جیسا کہ میں اپنے دلائل میں مفصل اسپر بحث کرکے ثابت کرونگا اسجگہ مجھے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ دشمن کی گواہی بعد علم دشمنی کے عقلاً و قانوناً قابل پذیرائی نہیں ہوتی) مگر مسٹر ڈگلس صاحب جیسے بیدار مغز حاکم نے علانیہ فریسی درفقیہوں اپنے زمانہ کی شکایت کے خلاف مسیح محمدی کو بری کیا اور صلیب سے بچایا۔ مسیح موسوی جو ایک محدود سلسلہ بنی اسرائیل کا رسول اور گلہ بان تھا

اس لیے اُسکو صلیب کی تکلیف جسمانی تھوڑی دیر تک ضرور اٹھانی پڑی مگر مصلوب ہونے سے خدا نے اسکو بچالیا۔ اور مسیح محمدی چونکہ تمام انسانی مخلوق موجودہ فی الارض کے واسطے گلہ بان مقرر کیا تھا خدا نے اسکو صلیب کی جسمانی تکلیف سے بھی بچایا۔ جسقدر ان کے کاموں میں فرق ہے اور فرائض منصبی میں اسی قدر ان کے مدارج میں نمایاں فرقان خدا نے قدرتی کر دیا ہے۔ اس کی حیثیت اسرائیلی نبوت کے لحاظ سے اسکی جان بوجہ صلیبی سے کسی قدر دکھ اٹھا کر بچائی گئی۔ مسیح محمدی کی جان بغیر دکھ اٹھانے جانے کے بچائی گئی بوجہ عزت سلسلہ اسمٰعیلی کے۔ غرض اس مقدمہ قتل میں مولوی محمد حسین بٹالوی برخلاف مسیح محمدی علیہ السلام ڈگلس صاحب بہادر کی عدالت میں شہادۃ دینے کو آیا ہنوز شہادۃ ختم نہ ہوئی تھی کہ صاحب موصوف نے اُس کی شہادۃ رد کردی کہ اس گواہ کو ملزم سے سخت عداوت ہے اسلیے یہ شہادۃ قابل سماعت اور پذیرائی نہیں ہے جو مفصل دیکھنا چاہیے وہ کتاب البریۃ جس میں اس مقدمہ کی تمام و کمال نقل چھاپی گئی ہے اس عاجز سے لیکر دیکھ سکتا ہے پس یہودیوں کی شہادت بوجہ عداوت و بغض کے کوئی قبول نہیں کرسکتا۔ اور نہ یہ عینی شہادۃ ہے۔ اور نہ حلفیہ بیان ہے۔

سوم دوسری گواہی پلاطوس گورنر کی ہے۔ اس کو گواہی قرار دینا اکبر مسیح جیسے روشن دماغ اور احمد مسیح جیسے واعظ انجیل کا ہی کام ہے۔ اشتباہ موت کو اقرار موت سمجھنا اور اُسپر بنیاد مذہب قائم کرنا اپنی تمام بنیاد کو مشتبہ کرنا ہے۔ اول میں حاضرین کی روبرو وہ گواہی گورنر صاحب کی پیش کرتا ہوں اس انجیل سے پھر حافظ صاحب سے دریافت کرونگا کہ وہ کونسا لفظ ہے جس سے صلیبی موت پر گورنری گواہی گذر گئی۔ انجیل مرقس باب ۱۵۔ آیت ۴۳ سے دیکھو۔ یوسف نے جو مسیح کا شاگرد تھا جا کر پلاطوس سے یسوع کی لاش مانگی۔ اور پلاطوس نے متعجب ہوکر شبہ کیا کہ وہ ایسا جلد مرگیا۔ اور صوبہ دار کو بلا کر اس سے پوچھا کیا دیر ہوئی کہ وہ مرگیا۔ اور جب صوبہ دار سے ایسا معلوم کیا تھا تو لاش یوسف کو دلادی۔ انتہی بلفظہ انجیل مطبوعہ سنہ ۱۹۰۴ء

اے حضرات دہلی۔ آپنے گورنری گواہی سُن لی۔ اس گواہی پر صلیبی موت کی ڈگری احمد مسیح کو مل سکتی ہے؟ اب احمد مسیح صاحب فرماویں کہ پلاطوس نے خود تعجب کیا اور شبہ میں پڑ گیا کہ برخلاف واقعات مسیح ایسے جلدی مرگیا۔ کیا وہ اس موت پر شبہ اور تعجب کر رہا ہے یا گواہی دے رہا ہے کہ بیشک و شبہ وہ ضرور مرگیا حضرت من یہ گواہی مرنیکی نہیں ہے بلکہ اقدام قانونی جانچ پڑتال و شہادۃ یہ اُسکے بچنے اور جینے کی گواہی ہے

کیونکہ پلاطوس کو خوب معلوم تھا کہ ایسی جلدی کوئی صلیب پر نہیں مرا کرتا اور نہ دونوں چور جو اسکے ساتھ صلیب دیے گئے تھے صلیب پر مرچکے تھے جبھی تو انکی ٹانگیں توڑی گئیں۔ مگر مسیح کی ٹانگیں نہیں توڑیں۔ حالانکہ یہودیوں نے پلاطوس سے جا کر یہ درخواست کی تھی کہ سبت کے باعث لاشیں اتار کر انکی ٹانگیں توڑ دی جائیں۔ یہ ٹانگوں کے نہ توڑنے کا بیان میں پھر کرونگا یہاں غرض صرف گورنری گواہی کی تردید سے ہے اور یہ گواہی بھی عینی شہادۃ نہیں نہ تصدیق موت کی گواہی ہے

چہارم آپنے تیسری گواہی پہرہ والونکی پیش کی ہے یہ بھی من مانی بات ہے انجیل میں پہرہ والونکی کوئی گواہی موت کی نسبت درج نہیں ہے بلکہ وہ گواہی اسکی زندگی کے بارہ میں ہے۔ یوحنا ۱۹/۳۳ لیکن جب انھوں نے یسوع کی طرف آکے دیکھا کہ وہ مرچکا ہے تو اسکی ٹانگیں نہ توڑیں۔ پر سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے لہو اور پانی نکلا۔ اب غور کرو کیا مردہ کے جسم سے خون بھی نکلا کرتا ہے خون کا نکلنا اس کی زندگی کی دلیل ہے۔ اس دلیل کو بھی میں آگے چلکر بیان کرونگا کہ مردہ سے خون کا نکلنا قطعاً ناممکن ہے بلکہ زندہ جسم سے خون نکلا کرتا ہے اسجگہ صرف اس گواہی کا بیان منظور ہے۔ یہ گواہی از روے قانون شہادۃ دو طرح سے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اول تو اس لیے کہ وہ سپاہی نہ حکیم نہ ڈاکٹر محض پولیس کے تلنگے تھے وہ سکتہ اور غشی اور موت کی حالتوں میں کچھ تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی جج کسی پھانسی یافتہ کی بابت کبھی پہرہ والوں کی گواہی پر اطمینان نہیں کرتا جبتک سول سرجن کا سرٹیفکیٹ بعد ملاحظہ نعش ہمراہ وارنٹ کے نہ ہو۔ آجکل جیلخانوں میں بھی لوگ پھانسی دیے جاتے ہیں پھانسی دینے کے وقت ایک مجسٹریٹ درجہ اول اور ایک سول سرجن موجود ہوتا ہے پولیس کی گارد بغرض محافظت کے واسطے لگائی جاتی ہے۔ جب جسم پھانسی سے اتارا جاتا ہے تو سول سرجن اسکا ملاحظہ کرکے سرٹیفکیٹ لکھتا ہے کہ میں نے بخوبی امتحان کرلیا ہے پھانسی یافتہ شخص واقعی مرگیا ہے اور وہ سرٹیفکیٹ ڈاکٹری اصل وارنٹ ملزم کے ساتھ شامل ہوکر اس عدالت میں بعد تعمیل حکم واپس جاتا ہے حاکم عدالت پوری توجہ سے اس سرٹیفکیٹ ڈاکٹری کو ملاحظہ کرکے بعد اطمینان کامل پھر اسکو داخل دفتر کرتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پولیس جنوں یا داروغہ جیل کی شہادۃ پر یہ یقین کرلیا جاوے کہ پھانسی یافتہ واقعی پھانسی سے مرگیا ہے۔ یہ معمولی مقدمات قتل کے ملزموں کے لیے قواعد ہیں اور مسیح کا معاملہ تو ایسا بڑھ چڑھ کر تھا کہ تمام انسانی تحقیقات مناسب وقت ختم ہونے کے بعد یہ امر قرار پاتا کہ مسیح مرگیا ہے مگر ایسا نہیں ہوا۔ نہ دشمنوں نے آکر اُس کے جسم کی حالت دیکھی نہ کسی ڈاکٹر نے ملاحظہ

کیا نہ گورنر نے خود ملاحظہ کیا۔ محض یک صوبہ دار جو ملازم پولیس تھا اُس کے خیال پر جو دراصل صحیح نہیں کیونکہ ایسی اہم موت کا یقین کرلیا جاوے جسکی بناپر ایک مذہب لعنت اور کذب مصلوب کا مدعی ہو اور دوسرا مذہب ملعونیت اور کفارہ کا دعویدار۔ ایسی موت جسپر کسی مذہب کی تمام عمارت طیار ہوسکتی ہے اس قسم کے دلائل اور شہادۃ سے ثابت ہونے ناممکن اور سراسر تخییل اور توہم ہے لہذا یہ شہادۃ نامنظور۔

دوسری وجہ اس گواہی کی از روے قانون عقل و شہادۃ مقبول نہ ہونے کی یہ ہے کہ صوبہ دار اور اُسکے ہمراہی جنکی تعداد صرف معہ صوبہ دار چار کس ہے۔ مسیح کے ہم عقیدہ اور اُسکو راستباز اور ابن اللہ یقین کرچکے تھے اور یہ یقین انھوں نے نشان آسمانی کے ذریعہ حاصل کیا تھا۔ پھر باوجود ایسے دلی اطمینان اور ایمان کے وہ کیونکر یہ ظاہر کرتے کہ مسیح زندہ ہے اور ان کی گواہی کوئی جج بوجہ موافقت مسیح کے کبھی قبول نہیں کرتا اسمیں رعایت اور پاس و لحاظ کا پورا پورا احتمال ہے۔ اب میں یہ بتلاتا ہوں کہ وہ مسیح کو راستباز اور ابن اللہ مان گئے تھے۔ اس کے بعد انکی گواہی قابل پذیرائی نہیں ہوسکتی۔

انجیل متی باب ۲۷/۵۴ پس صوبہ دار اور جو اُسکے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے زلزلہ اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈرے اور بولے کہ بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا۔" انجیل مرقس ۱۵/۳۹ اور اس صوبہ دار نے جو اس کے سامنے کھڑا تھا اسے یوں چلاتے اور دم چھوڑتے دیکھکر کہا کہ یہ شخص سچ مچ خدا کا بیٹا تھا۔"

کیا کوئی عقلمند جج صوبہ دار اور نگہبانوں کی گواہی جو اُسکو خدا کا بیٹا مان چکے ہیں بوجہ دلی تعلق اور زبانی اقرار ابنیت کے تسلیم کرسکتا ہے کہ وہ اُسکے مار ڈالنے کی آئندہ سعی کرتے وہ ہرگز ظاہر نہیں کرسکتے تھے کہ زندہ ہے لیے اظہار سے وہ خدا کے بیٹے کو مارنے والے ٹھہرتے اور جن نشانات آسمانی سے انکو یہ یقین حاصل ہوا تھا اب اگر وہ ٹانگیں توڑتے یا بھالے سے اسکی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے تو ضرور وہ سمجھتے تھے کہ خدا کا قہر نازل ہوکر کہیں ہمکو نہ ہلاک کرڈالے۔ وہ پہلے ہی عذاب سے سخت خوفناک ہوگئے تھے اسلیے ہی تو انھوں نے پسلی چھید کر اپنی اطمینان کرلی کہ یہ زندہ ہے مرا نہیں اُس کے مرجانے کو وہ خلاف مرضی خدا خلاف منشاء پلاطوس خلاف اپنے خفیہ اعتقاد کے سمجھتے تھے جس کو اپنے موقعہ پر بخوبی بیان کرونگا۔ لہذا یہ شہادۃ بوجہ خوش اعتقادی کے منظور نہیں ہوسکتی اور نہ یہ گواہی ہے۔

پنجم چوتھی گواہی دیندار عیسائیوں کی ہے جو آج تک سب یہی گواہی دیتے آئے ہیں کہ مسیح مرگیا صلیب پر

ہر ایک عالم گواہی رکھنا احمد مسیح جیسے فاضل و اکبر مسیح جیسے عالم عیسائی کا ہی کام ہے۔ غالباً آپ کو دعوے اور دلیل کا فرق معلوم نہیں۔ یعنی دعوی کو ہی دلیل یا گواہی بمنزلہ دلیل قرار دینا علم مناظرہ میں مصادرہ علی المطلوب کہلاتا ہے۔ پادری احمد مسیح کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عیسائیوں کا تو یہ دعوی ہے کہ مسیح مصلوب ہو گیا۔ اسکو گواہی ٹھہرا کر دلیل میں پیش کرنا اپنی علمی پردہ دری کرانی ہے۔ اسکو آپ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ آجتک کے دیندار عیسائیوں میں سے ایک آپ بھی تو گواہ ہیں اور ایک مسٹر بارٹن صاحب بھی اور مسٹر اکبر مسیح بھی اب ذرا بتلائے تو سہی کہ ان تینوں میں سے جو حاضر عدالت گواہ ہیں مدعی کون ہیں کہ مسیح مصلوب ہو گیا تھا لامحالہ آپکو یہ کہنا پڑے گا کہ تینوں ہی مدعی ہیں کہ مسیح مصلوب ہو گیا تھا اور تینوں ہی گواہ ہیں کہ مر گیا تھا گیا۔ گواہی مدعیان آپکے دعوے کی مثبت ہو سکتی ہے؟ میں آپکے ہی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ فرمائیں تو سہی کہ یہ عین دعوی ہی۔ دلیل میں آپنے نہیں پیش کر دیا۔ ایسے بیانوں سے آپکو شرم کرنی چاہیے۔ حضرت آپکا وجود نامسعود تو اس واقعے سے دو ہزار برس بعد دنیا میں ظاہر ہوا ہے پھر گواہی آپ نے کیونکر دیدی یا عالم ارواح میں ہی آپ نے واقعہ صلیب کو دیکھا تھا۔ سنو اور خوب غور سے سنو۔ مسیح کے حواری جو واقعہ صلیب کے دنوں میں موجود تھے آپکے خداوند کی گرفتاری کے وقت ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صلیب سے اترنے کے بعد قبر میں سے نکلنے تک نہ کوئی حواری خداوند کے پاس بروے انجیل پھٹکتا نظر آیا اور نہ کسی نے آپ کو مرتے دیکھا نہ کسی نے گواہی دی کہ وہ مر گیا اور تم نے دیکھا جبکہ موجودہ گواہوں کا یہ حال تھا اور ان کی گواہی مرنے کی بابت کوئی نہیں بلکہ جینے کی بابت تو اُنھوں نے گواہی دی کہ وہ مرا نہیں تھا جیسا کہ میں ابھی دکھلا چکا ہوں پھر دیندار عیسائی کون سے ہیں جنکی گواہی کچھ وزن یا وقعت رکھتی ہے۔ دیکھو رسالہ ترقی نمبر ا جلد ۳ بابت اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲۰۵ کالم اول میں یہ لکھا ہے "کہ مسیح کے حواری اسکے مرنے اور جی اُٹھنے کو ایک تمثیلی مضمون سمجھتے تھے وہ اس کی باتوں کو سُنتے اور آپس میں بحث کرتے تھے۔ پر ان کے مطلب کو ناممکن سمجھتے تھے وہ خیال کرتے تھے کہ وہ اس معاملہ میں بھی تمثیلی طرز پر کلام کرتا ہے جیسا کہ دیگر معاملات پر کیا کرتا ہے۔ اور اُسکا مطلب صرف یہ ہے کہ اُسکی موجودہ پست حالی تباہ ہو جائے گی اور اُسکا کام ایسے جلال اور فتحمندی کے ساتھ نئی صورت اختیار کرے گا کہ گویا مردوں میں سے جی اٹھا ہے"۔ بس جبکہ اصحاب

باصفا اور حواریان یا وفا ہی اسکے مرنیکو حقیقی مرنا اور جینے کو حقیقی مر کر جی اُٹھنا نہیں سمجھتے تھے بلکہ پست حالی سے عروج و اقبال کا زمانہ حاصل ہونا مانتے تھے تو آپ فرمائیے مرنے کی گواہی دینے والے کون سے دیندار عیسائی تھے دیندار ولائے اکابر کی گواہی تو اُس کے جینے کی بابت ہے جو میں بیان کر چکا آپ کسی اور کے اکابران مسیح سے گواہی مرنے کی پیش کریں۔ ورنہ یہ شہادۃ نہ تو شہادت ہے بلکہ نرا دعوی ہے۔ دعوی ہے جو محتاج دلیل ہے اور نہ قانوناً باپ کے حق میں بیٹوں کی اور بھائی کے حق میں بھائیوں کی گواہی قابل سند ہے۔

ششم آپنے پانچویں گواہی مسلمانوں کی پیش کی ہے کہ مسلمان مانتے ہیں جو صلیب پر لٹکایا گیا تھا وہ مر گیا تھا مگر وہ ہم شکل مسیح تھا مسیح نہ تھا اور پیر صاحب مسیح کو ہی صلیب پر چڑھانا مانتے ہیں اس لیے ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ مر گیا کیونکہ صلیب دیا گیا تھا اُسکا مرنا مسلمانوں کو مسلم ہے اور سید صاحب کو مسیح کا ہی صلیب دیا جانا مسلم ہے پس اُسکا مرنا بھی ثابت ہو گیا۔ شبیہ و غیر شبیہ سے ہمیں غرض نہیں اصل مدعا مرگ صلیبی ہے جو ثابت ہو گیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہادۃ بھی شہادت نہیں نہ تو از روے اسلام نہ قرآن نہ بروے قانون شہادۃ یہ صحیح ہے۔ از روی قرآن و اسلام اسواسطے یہ گواہی نہیں ہو سکتی کہ زمانہ اسلام سے چھ سو برس قبل کا یہ واقعہ ہے اُسوقت مسلمانوں میں سے کوئی موجود نہ تھا بعد چھ سو برس کے قرآن شریف نے اسکا راز طشت از بام کیا کہ مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ یعنی مسیح نہ قتل کیا گیا کہ جس سے جھوٹا نبی ٹھہرایا جاوے اور نہ مصلوب ہوا جس سے وہ لعنتی قرار پاوے۔ مَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۔ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ یقیناً اُسکو قتل نہیں کیا ظنی طور پر اُسکو مقتول مانتے ہیں وہ ملعون اور کاذب نہیں ہو سکتا ظن ہے بلکہ وہ مرفوع ہوا اسکا رفع الی اللہ ہو گیا اور شُبِّهَ لَهُمْ نے واقعہ صلیب سے انکار نہیں کیا قتل کی نفی کر دی ہے اور صاف بتا دیا کہ وہ مشابہ کیا گیا اُن کے لیے۔ اب شبّہ میں جو ضمیر واحد مذکر غائب مستتر ہے اُسکا مرجع ماقبل آیت یا تمام قرآن شریف میں کہاں مذکور ہے۔ نہ کہیں نہ لفظاً نہ معناً بغیر مسیح کوئی اُس کا مرجع نہیں ہو سکتا پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح صلیب پر تو چڑھایا گیا مگر کالمقتول ہوا قتل بالصلیب نہیں واقعہ ہوا۔ اگر کسی اور کا صلیب پر چڑھایا جانا مانا جاوے تو بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے قانون الٰہی اور بہت آیات قرآن مجید کی تکذیب کرنی پڑے گی یہ محل اس بحث کا نہیں ہے بس

صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ مسلمانوں کی یہ گواہی آپ کو مفید نہیں ہوتی کیونکہ گواہوں پر کماری جرح ہو چکی ہے دیکھو رسالہ سٹمس باذغہ مؤلفہ احسن المناظرین مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی مدظلہ اور دیگر رسائل سلسلہ اور اُن جرحوں سے یہ شہادت مجروح ہو گئی ہے اسلیے یہ قانون اسلام کے بھی خلاف ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث موجود ہے جسمیں یہ فرمایا ہو کہ کوئی شکل غیر ان کے مسیح کی بجائے صلیب پر چڑھائی گئی تھی وہ مصلوب ہوگئی تھی۔ یعنی صلیب پر مر گیا تھا پس جب ایسا نہیں تو پھر کس قاعدہ سے یہ گواہی مفید ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ گواہی خود ہی متنازعہ فیہ ہے اور ہمارے مسلمات سے نہیں ہے تو ہم پر کیونکر حجت ہوگی۔ اسلیے یہ شہادۃ صحیح نہیں ہے اور بروے قانون شہادۃ کے بھی قابل پذیرائی نہیں کیونکہ عینی شہادۃ نہیں قصہ گواہوں کے وجود سے صدہا سال پیشتر کا ہے اور گواہ صدہا سال بعد کے پیدا شدہ پیش کیے جاتے ہیں کونسا جج ایسی گواہی پر فیصلہ مقدمہ کر سکتا ہے۔ فافہم۔

ہفتم آپنے فرمایا کہ مسیح کو لعنت سے بچانے کے لیے موت سے انکار کیا جاتا ہے مگر اس انکار سے وہ بروے توریت لعنتی ہونے سے بچ نہیں سکتا کیونکہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاتا ہے وہ لعنتی ہے پس مسیح جبکہ صلیب پر لٹک چکا تو لعنتی ہو گیا۔ موت کا انکار غیر مفید ہے اسکا جواب سنیے توریت میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے۔ مارنے کے واسطے نہیں بلکہ محض ملعون بنانے کے واسطے تو صرف لٹکائے جانے سے ہی وہ لعنتی ہو جاوے گا۔ ورنہ کوئی مثال اور نظیر کسی کتاب موافق یا مخالف کے تاریخ ہو یا مذہبی آپ ایسی پیش کریں کہ کبھی آجتک اہل کتاب نے کسی زندہ انسان کو دو چار دس منٹ یا گھنٹہ دو گھنٹہ کے واسطے صلیب پر یا درخت پر لٹکا کر پھر زندہ اُتار لیا ہو اور وہ زندہ پھر اپنے گھر واپس آگیا ہو اور اسکو ملعون یا لعنتی کا خطاب ملجاتا رہا ہو۔ کوئی آیت توریت یا انجیل سے آپ ایسی دکھلا دیں جس کا مطلب ہو کہ لعنتی بنانے کے واسطے کسی مجرم کو تھوڑی دیر کاٹھ پر لٹکا کر زندہ چھوڑ دینا کافی ہوگا میں دعوے سے کہتا ہوں کہ نہ ایسی کوئی آیۃ آپ پیش کر سکتے ہیں جو زندہ کو ملعون قرار دے اور نہ کسی زمانہ کا آجتک یہ عملدرآمد دکھلا سکتے ہیں کہ ملعون بنانے کی یہ ترکیب جاری ہوئی پس جبکہ ایسا نہیں تو پھر یہ دھوکا کیوں دیا جاتا ہے۔ توریت میں صاف الفاظ موجود ہیں کہ کاٹھ پر مرنا باعث لعنت ہے نہ محض لٹکنا۔ دیکھو استثنا باب ۲۱ آیت ۲۳ "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے"۔ کیا اس آیت سے یہ ثابت

ہوتا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے اور زندہ اتار کر چھوڑ دیا جاوے وہ ملعون ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو پھانسی دیا جاوے وہ خدا کا ملعون ہے۔ پھانسی دیا گیا مصلوب کا ترجمہ ہے جس کے معنے غلط فہمی سے احمد مسیح بار بار صلیب پر چڑھانا ہی کر رہے ہیں۔ پس ما صلبوہ کے یہ معنی نہیں کہ وہ صلیب پر ہی نہیں لٹکایا گیا بلکہ معنی ہیں وہ مصلوب نہیں ہوا یعنی پھانسی نہیں دیا گیا۔ نہ یہ معنی کہ [illegible] پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔ جبکہ توریت سے ظاہر ہو گیا کہ لعنتی [illegible] باعث لعنت ہے تو پھر حیات مسیح ضرور اُسکو ملعون ہونے سے بچاوے گی اور اگر محض [illegible] تو پھر [illegible] لٹک رہنا ہی ملعون ہونے کے لیے کافی [illegible] تو آپ مرگ صلیب پر کیوں زور دیتے ہیں اور اسکو عیسائی مذہب کی بنیاد کیوں کہتے ہیں تمھاری غرض تو بدون بھی جو مسیح کا ملعون کرنا ہے حاصل ہو گئی کیونکہ بقول آپکے یہ لعنت مسیح کی اپنے اعمال کا نتیجہ تو تھی نہیں تمہارے اعمال کا باعث تھا سو اُسپر وارد ہو گئی اب بیچارہ کے جان لینے سے بجز اسکے اور کیا فائدہ ہے کہ یہودیوں کو مدد دو اور اگر بار لعنت اُٹھانے سے جو صلیب کی بدولت اُسپر پڑ چکا آپکا کفارہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ مسیح صلیب پر جان نہ دے تو پھر مسیح بھی ملعون نہیں ہو سکتا محض صلیب پر چڑھنے سے اور جو زندہ اُتر آوے نہ حسب توریت مسیح ملعون ہوتا ہے اور نہ آپ کا کفارہ قائم رہ سکتا ہے اسلیے یہ دعوی ہی سرے سے باطل ہے کہ صلیب پر لٹکنے سے خواہ وہ زندہ ہی صلیب سے اُتر آوے مسیح ملعون ہو چکا۔

ہشتم آپنے کہا ہے کہ اگر دراصل وہ زندہ تھا تو اس خفیہ زندگی کا ثبوت و اظہار خدا نے دو ہزار برس بعد مسیح کے مرزا صاحب کو ہی بتلایا۔ باقی سب لوگوں کو یعنی عیسائیوں یہودیوں وغیرہ کو مردہ ہی دکھلایا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کیا۔ تو عیسائیوں اور مسلمانوں یہودیوں وغیرہ کے خلاف یہ الہام کا معقول کا کون قبول کر سکتا ہے۔

اسکا جواب سنیے۔ اس خفیہ زندگی کا ثبوت خدا نے اُسی وقت سے ظاہر کر دیا تھا اور آج تو بالکل اُسپر سے پردہ ہی اُٹھا دیا۔ بجائے چھید کر خون نکالکر دکھلا دیا کہ زندہ ہے مگر خفیہ زندگی۔ کوٹھڑی میں یوسف ارمتیا نے خوشبوؤں سے مل ملا کر معلوم کر لیا خفیہ زندگی ہے تب ہی تو باقاعدہ دفن نہیں کیا نہ غسل دیا نہ تجہیز و تکفین حسب دستور عمل میں آئی تھی صرف کوٹھڑی کے دروازہ پر پتھر ڈھلکا دیا معلوم تھا کہ خفیہ زندگی ہے جبھی تو مسیح کو پتھر کی نہیں توڑ کر اور پتھر ہٹا کر اندھیرے ہی اندھیرے طلوع آفتاب سے پہلے کوٹھڑی سے جو قبر کہلاتی ہے باغبان کے لباس میں نکلنا پڑا کیونکہ خفیہ زندگی تھی جو بہ اسباب پوشیدگی کی ضرورت اب کی تھی

کیا اب بھی یہودی مسیح کو مار سکتے تھے جبکہ جلالی زندگی اور ابدی حیات حاصل کر چکا تھا اور جسم بھی وہ پا چکا تھا کہ جو تلواریں کے کام جا سکے نہ پانی میں غرق ہو سکے نہ صلیب پر چڑھایا جا سکے اور جس جسم کے ساتھ باپ کو داہنے کرسی نشین ہونا تھا؟ یہ جسم ڈھونے اور خفیہ رہنے کیواسطے نہیں تھا اور مسیح کو یہ بھی یقین ہو گا کہ انسان ایک ہی موت مرتا ہے دوبارہ موت سے محفوظ ہے پھر کیا مصیبت اور خوف دامنگیر تھا جو باوجود اس یقین کے کہ اب دوبارہ تو میں مرنے کا نہیں دشمنوں سے چھپتا پھرا۔ بھیس بدلے پا پیادہ ۷۰ کوس تک خفیہ سفر کیا۔ یروشلم میں ہی حواریوں سے نہ ملا بلکہ دور پہنچ کر گلیل میں ملاقات کی ٹھہرائی۔ دشمنوں میں سے کسی کو بھی اپنی جلالی زندگی اور دوبارہ جی اُٹھنے کا ثبوت نہ دیا۔ بیچارے دلی خیر خواہ پلاطوس کو بھی جلوۂ جلالی نہ دکھلایا۔ عزیب صوبہ دار کو بھی شرف جمالی نہ بخشا والدۂ محترمہ کو بھی حیات ابدی کی صورت دکھلا کر تسلی نہ دلائی۔ فقیہوں اور فریسیوں کے بد اور حرامکار لوگوں سے بھی ایفاء وعدہ نہ کیا جنسے نشان یونس والا دکھلانے کا وعدہ اور اقرار کیا تھا؟ آخر کچھ تو کہو کہ یہ باتیں کیوں ہوئیں اور کیوں ایسی پوشیدہ زندگی بسر کی جن سے ملنا ضروری تھا اُن سے چھپتے پھرے۔ ان سب باتوں کا یہی راز تھا کہ وہ خفیہ زندگی تھی۔ جسکو آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے اس خفیہ زندگی کا ثبوت کچھ نہیں دیا۔ دیکھو اس سے بڑھ کر اور اظہار اس خفیہ زندگی کا کیا ہونا چاہیے مَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا کہکر خفیہ زندگی کا ثبوت دیدیا پھر بتلاؤ کہ یہ خفیہ زندگی قرآن مجید کی کونسی آیت کے خلاف ہے اور توریت کے کس آیت کے معارض ہے۔ اس سے بڑھ کر حواریوں نے خفیہ زندگی کا سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا اور بے پردہ فاش کر دیا نشان صلیب دکھلا دیے ہاتھوں اور پسلی میں۔ خود مسیح نے ہڈی اور گوشت کا جسم بتلا کر شہد کا چھتہ اور مچھلی روٹی کھا کر خفیہ زندگی کو علانیہ زندگی ثابت کر دکھلایا۔ جلالی جسم کا ہی قصہ فیصلہ کر دیا۔ اور براہ مہربانی حافظ صاحب یہ تو بتلا دیں کہ جس جسم سے مسیح زندہ ہوا وہ ماسوائے اس جسم کے تھا جو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور پھر اُتار کر قبر میں رکھا گیا تھا جس کے لوازمات سے چیخنا چلانا ایلی ایلی پکارنا دعائیں مانگنا سونا کھانا تھکنا موتنا تکلیف اور غم محسوس کرنا وغیرہ ہے یا وہی جسم تھا؟ اگر وہی جسم تھا تو ماننا پڑے گا کہ وہ مرا نہیں تھا پھر مرے گا کیونکہ مر کر فانی جسم سے زندہ ہونا بالکل غلط ہو مسلمات فریقین کے خلاف ہے اور نہ وہ جسم خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھ سکتا ہے نہ آسمان پر جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ نہیں تھا تو قبر میں سے اسکو کہاں غائب کر دیا۔ وہ کس نے چرا لیا آخر اسکا تو کچھ پتا بتلاؤ۔ افسوس ایسے

مذہب پر جس کی بات بات میں ایک غیر محدود نامعقولیت بھری پڑی ہے۔ اب نہ کہنا کہ خفیہ زندگی نامعلوم رہی یہ تو معلوم زندگی سے بھی بڑھ کر معلوم ہو گئی رہا اس کا جواب کہ الہام مرزا صاحب کو کئی ہزار برس بعد ہوا کہ مسیح مقتول نہیں کا لمقتول تھا۔ تحقیقی تو اسکا جواب میں وقت کے لحاظ سے کافی دیچکا ہوں مگر آپ کا دندان شکن بھی ایک جواب دیتا ہوں۔ سُنیئے اور دل ہی دل میں شرمائیے چودہ سو برس تک بعد موسیٰ علیہ السلام کے جسقدر نبی آئے اور صحیفے نازل ہوئے کسی نے یہ ثابت کیا اور نہ کھولکر بتلایا کہ الیاس جو آنے والا ہے وہ در اصل آسمان سے الیاس ہی نہیں آئے گا بلکہ اسکی خو بو میں اس کی روحانیت لیکر کوئی اور شخص مبعوث ہو گا جو مثیل الیاس ہو گا اور وہ یحییٰ ہو گا مسیح کے نزول تک کل یہودی یہی مانتے رہے کہ الیاس ہی بجسم عنصری آسمان سے آویگا جیسا کہ آجکل مسیح کے نزول کا عقیدہ ہو رہا ہے کہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر مسیح نے آکر اس عقیدہ پر ایسا پانی پھیر اکہ دن سے رات کر کے دکھلا دیا۔ اب میں آپ کے الفاظ سے اسکو پیش کرتا ہوں کہ تمام یہودیوں کے خلاف توریت کے خلاف صحف انبیاء کے خلاف ملاکی نبی کی صریح آیات کے خلاف یسوع کو چودہ سو برس بعد یہ الہام ہوا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ یوحنا ہے اس بیان و الہام یسوع صاحب کو نہ یہودی مان سکتے تھے نہ توریت و تعلیم دیگر انبیاء کی مطابق تھا افسوس صد افسوس شیش محل میں رہ کر دوسروں کی طرف پتھر پھینکنا عیسائی قوم اور دانایان مشن ہی کا کام ہے۔ اب میں آپ کے اُس انکار کا جواب دیتا ہوں جو آپ نے آج دعاء مسیح کی عدم قبولیت وغیرہ کی بابت نہایت عاجز آکر کہا جلسہ میں کیا ہے۔

تم آپنے فرمایا کہ مسیح کی یہ دعاء کہ پیالہ ٹل جاے قبول نہیں ہوئی کیونکہ انبیاء کی ہر دعاء کا قبول ہونا لازمی نہیں عدم قبولیت بعض ادعیہ سے صداقت نبی میں فرق نہیں آسکتا بعض دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور مرزا صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ اس بیان میں آپنے علم وعقل کو ہی خیر باد نہیں کیا بلکہ اپنے نوشتوں کو بالائے طاق رکھ کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگے۔ پادری صاحب! آپ کو پہلے دن ہی جبکہ مینے دعاء مسیح سے زندگی مسیح پر استدلال کیا تھا یہ انکار کرنا ضروری تھا اب تو مشت بعد از جنگ ہے۔ جس کے لیے عیسائی کو نہایت موزون ہے اور حسب تعلیم انجیل دوسرا گال دوسری مشت کے واسطے طیار رکھیے جو ابھی لگے گی۔ آپ کو اپنی پہلی باتیں یاد نہیں رہیں جو اس پیالہ کے تعین میں گنتے رہے ہو اور وہ قبولیت بھول گئے جو جلسہ گذشتہ میں تین طریق سے

بتلا چکے ہو۔ دیکھو یہ اعجاز ہے مرزا صاحب کا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی لکھ کر شائع کر دیا تھا "کہ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنی میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر دلائل اور براہین سے غلبہ اور فوقیت بخشوں گا۔ سو حسب وعدہ الٰہی آج مجکو وہ غلبہ آپ پر خدا نے عطا فرمایا ہے جسکا شاہد تمہارا دل اور یہ تمام جلسہ ہے چنانچہ مینے جملہ حاضرین سے خطاب کیا کہ اے حضرات ہندو و مسلمان صاحبان آپ کو اپنے اپنے خدا کی قسم ہے ایمان سے آپ بتلا دیں کہ احمد مسیح مغلوب ہو گیا یا نہیں اور میری دلیل حیات مسیح کو اس نے توڑ دیا اور اپنے دعوی موت صلیبی اس نے ثابت کر دیا ہے۔ طلب گواہی پر جملہ حاضرین نے نہایت بلند آواز سے کہا کہ احمد مسیح ایسا زچ اور ساکت اور مغلوب اور شکست یافتہ ہو گیا ہے کہ اگر با غیرت ہووے تو منہ کسیکو نہ دکھلاوے۔ اس گواہی کا جو کچھ اثر مسٹر پارٹ صاحب اور احمد مسیح پر ہوا وہ اُن کے اُس بیان سے جو آخر میں جلسہ کے انھوں نے کیا جسکو میں آگے چلکر بیان کرونگا ظاہر ہو گا۔ اس گواہی کے بعد دوسری بار مینے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلوی کو جو جلسہ میں موجود تھے حلف دیکر پوچھا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ قاسم علی کے دلائل کمزور اور احمد مسیح کے دلائل موت صلیبی زبردست ہیں۔ کیا سچ ہے کیونکہ احمد مسیح نے اپنی دوران تقریر میں یہ بیان کیا تھا۔ فہمیدہ عالم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ سید صاحب ہار گئے اور احمد مسیح جیت گیا اور یہ کہنا اُن کا بعض اپنے ہمخیال ناعاقبت اندیش حاشیہ نشین کی زبان بیان پر تھا۔ اسلیے مینے مولوی عبد المجید صاحب کا حلفیہ بیان برسر جلسہ سُننا ضروری جانکر اُن کو مجبور بحلف کیا گیا۔ مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر سب حاضرین کے سامنے یہ کہا کہ مینے کوئی فیصلہ نہیں دیا یہ بالکل الزام اور اتہام میرے ذمہ لگایا گیا ہے۔ مولوی صاحب کے اس بیان نے رہی سہی عزت احمد مسیح اور اس کے ہمخیالوں کی ملیا میٹ کر دی۔ اسپر مینے مندرجہ ذیل نظم پڑھی جسپر صدائے مرحبا جزاک اللہ کا ایک شور چاروں طرف سے بلند ہوا اور حسب قاعدہ بگر سٹھ ہال نئی تہذیب کے چیرز سے داد دے گئے۔

خدایا آج تو ذلت تری کچھ اور کہتی ہے
عدوئے خستہ جاں جرأت تری کچھ اور کہتی ہے
ذو اسلام بنیا ہے نہ تو عیسائیوں میں ہے
ترا نام اور یہ صورت تری کچھ اور کہتی ہے
ترا ظاہر ترا باطن مطابق ہو نہیں سکتا
زباں کچھ اور یہ حالت تری کچھ اور کہتی ہے
خدا کو چھوڑ کر دو بیعت کمو دیا تو نے
یہیں تک بس نہیں شامت تری کچھ اور کہتی ہے
مساجد چھوڑ کر ہیکل کا تو نے طوق پہنا ہے
یہ مذہب تابکے عادت تری کچھ اور کہتی ہے
یہ ظاہر ہے کہ تو نے دین چھوڑا پیٹ کی خاطر
یہ سب کچھ ہے ابھی نیت تری کچھ اور کہتی ہے
شکست فاش پر بھی لب پہ اظہار مسرت ہے
عیاں مجلس پہ ہے رنگت تری کچھ اور کہتی ہے
خدا کی لعنتوں سے کوئی ظالم جا نہیں سکتا
مسیح پاک پر لعنت تری کچھ اور کہتی ہے
ابھی کیا ہے کہ میدان قیامت دیکھنا ہو گا
بھری محفل میں یہ ذلت تری کچھ اور کہتی ہے

نظم میں کسی قدر حرارت اسوجہ سے ہے کہ ابتدا اسکی احمد مسیح طرف سے ہوئی ہے اول اُس نے ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی شان مبارک میں سخت گستاخیاں اور زباں درازیاں شروع کی تھیں اسلیے ذرا اسکو متنبہ کرنیکی غرض سے یہ واقعہ کو نظموں میں بیان کیا گیا۔ اُسکو یہ کئی بار سمجھا دیا تھا کہ بحث متنازعہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ذکر بدگوئی اور تمسخرانہ طور پر کرنا چھوڑ دے ورنہ میں بھی کسی تازیانہ سے کام لوں گا میں متبع قرآن ہوں جسکی تعمیل مجھے حسب ضرورت و موقعہ لازمی ہے اور اسمیں لکھا ہوا ہے جَزَاءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ بہ دو تین جلسہ تک معاف کرتا رہا ہوں صرف اسی خیال سے کہ احمد مسیح کی اصلاح ہو جاوے گی مگر یہ ایسے کب تھے کہ بغیر ایڑ لگائے سیدھے ہوتے لہذا دوسرا عمل مثلہا کے مطابق کرنا پڑا۔ اور یہ مثل اس کی بدزبانی کے دسویں حصہ کے برابر نہیں ہے اگر اسپر بھی باز نہ آیا تو پوری پوری تعمیل سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا کی کرونگا۔

جب یہ شہادۃ حاضرین جلسہ اور مولوی عبد المجید صاحب کی گذر چکی تو مینے کہا دیکھو یہ گواہی جو فریقین کی موجودگی میں بغیر کسی سعی اور سفارش کے اُن لوگوں کی طرف سے گذری ہے جو حسب خیال تمہاری فریقین کے عقائد سے علحدہ ہیں اور دونوں کے ہم عقیدہ نہیں ہیں اسلیے یہ شہادۃ بڑی وقعت اور وزن کی شہادۃ ہے نیز اسمیں ہندو لوگ بھی شامل ہیں ہر ایک جج ایسی شہادۃ موقعہ سے بہت جلد فیصلہ میرے حق میں برخلاف تمہارے دیدیگا۔ تمہاری ان تمام گواہیوں سے جو تم نے یہودیوں اور عیسائیوں اور پلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کے دربارہ موت صلیبی بیان کی تھیں یہ زبردست گواہی ہے کیونکہ عینی شہادۃ ہے پھر اس شہادۃ سے انکار کیا وجوہات آپکے پاس ہیں۔ اور اُس تمہاری پیشکردہ شہادۃ میں اس موجودہ گواہی سے بڑھ کر کونسی بات قابل پذیرائی ہے۔ اب جان لو کہ حق کی ڈگری مسلمہ گواہوں نے جو حق میں برخلاف تمہارے دیدی ہے۔

(باقی آئندہ)

تندرستی کا بیمہ

یعنے ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جلوک کمیکل اگزامینر اور کمسٹری اپل اسکول لنڈن کے ممبر اور مشہور ڈاکٹر ڈبلو آر گر پیر صاحب - یف - سی - یس - اے - آر - یس - یم نے جانچکر سرٹیفکٹ عطا کیا ہے۔

یہ نمک سلیمانی امراض معدہ مثلاً کمی اشتہا پیٹ کا درد - نفخ - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکار معدہ کا گرانا - غذا کا پورے طور سے ہضم نہ ہونا یا اسکی وجہ سے جو بیماریان مثلاً ہیضہ - پیچش - کھٹے ڈکار - بدہضمی - قبض وغیرہ کے ہوتے ہین - ان سب شکایتون کو فوراً فائدہ کرتا ہے - امتلائی کھانسی - یا درد وغیرہ کو بھی بہت جلد دفع کردیتا ہے چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیون اور بیماریون کو دور کرکے اسکی قدرتی گرمی اور قوت کا محافظ رہتا ہے - اسلئے حالت تندرستی مین اسکے استعمال سے بھوک بڑہتی ہے اور غذا پورے طور سے ہضم ہوکر معمول سے زیادہ خون صالح پیدا ہوتا ہے۔

ہزارون مین سے تازہ سرٹیفکٹ

جناب - عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد سے ۱۴ - نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مینے آپکے نمک سلیمانی کو بہت مفید پایا - مہربانی فرماکر ایک شیشی اور بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ فرمایئے -

جناب - حاجی حافظ محمد سلیم اللہ صاحب قاضی امرکوٹ سندھ سے ۱۲ - نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکے نمک سلیمانی کا تجربہ بنفس بندہ نے کیا ہے برابر ہر مرض پر اکسیر کا حکم رکھتا ہے -

جناب - مولوی عبد العزیز محمود صاحب اتالیق جناب راجہ صاحب بہادر گھیلی پور متعلقہ ایجنسی بھوپال بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکے اعجاز نما نمک سلیمانی نے عجیب اثر دکھایا چند روز کے استعمال سے شکایات معدہ دفع ہوگئیں - خداوند کریم آپ کو اجر خیر دے - مین اسکی بھی تصدیق کرونگا کہ آپ کا نمک سلیمانی قوت فربہی بدن و ہاضمہ کیلئے بھی آپ ہی نظیر ہے - مہربانی فرماکر ایک شیشی بہت جلد بذریعہ ویلیو ایبل بھیجکر ممنون فرمایئے - ملنے کا پتہ

لونہال سنگھ بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گھائی گھاٹ شہر بنارس

عمدہ مفید دلچسپ اور نصیحت آموز کتابین

شادی خانہ آبادی - دو مہینے مین ہزار کتابین ختم ہوئین - یہ دوسرا اڈیشن ہے - قیمت ۱/ انیس خلوت (عورتون سے کیونکر اور کیسا برتاؤ کیا جاوے) ۱/ دوستی ۱/ راستی ۱/ تعصب ۱/ ریا ۱/ (استعمال کا طریقہ اور اسکی شناخت) ۱/ قرض ۱/ شراب خانہ خراب ۱/ عیاشی (کس طرح بند ہوسکتی ہے) ۱/ نوکری اور اسکا فرض ۱/ ماں باپ کا ۱/ استاد ۱/ وقت اور محنت ۱/ علاج الطاعون (مفصل حالات مع ہدایت مین درج ہین) ۲/ گفتگو ۲۶ طریقون سے مختلف لوگون سے بات کرنے کا بیان ۲/ معلم - نوعمر لوگون کے لئے مفید نصیحتین اور ہر معمولی کام کرنے کا اچھا طریقہ ۲/ مقدمہ بازی ۱/ خانہ داری ۱/ گلزار حقیقت ۱/

ملنے کا پتہ منیجر سلیمانی پریس محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

مفت — مفت

سرمہ کی مشہوری کی غرض سے اگر آپ جواب کا کارڈ مانگینگے تو وہ جتنی محصول کے

۵۰ ہزار ڈبیے بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچ ہزار سے بڑھاکر ۵۰ ہزار ڈبیہ کردی گئی ہے - ۱/ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی - یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے - دنیا کے قریب قریب ہر حصہ مین اسکے خریدار موجود ہین سیکڑون سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور رئیسون اور عہدہ دارون کے موجود ہین - جنکے شائع کرنے کیواسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے - مفید ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا - یکم دسمبر سے صرف ۱۳ دسمبر تک تین ہزار ڈبیہ نمونہ کی لوگون نے منگوائی - اسپر تجربہ کے بعد ۷۵ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہین - اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہین کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے - آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر چند بیسیون بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بیحد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو یہی سرمہ ہے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطبا اس امر پر متفق ہوگئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے تقدح کے کوئی علاج نہین - جالا - پھولا - دھند - غبار - بیل - پانی بہنا - پڑبال - خارش - موتیابند ابتدائی - سرخی - ناخنہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے کھوتا ہے - بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے عینک کی حاجت نہین رہتی اور بحالت مرض مین لگائے تو ازالہ مرض کیلئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر کے لئے کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے - تاجرون اور دوا فروشون اور ڈاکٹرون کو اسطرف متوجہ ہونا چاہئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جاینگے - دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے - فرمائشات بذریعہ ویلیو پی ایبل منگوانے پر خاص کا اطمینان ہوگا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار - بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۸/ سرمہ سیاہ لہری فی تولہ ۱/

کم خرچ بالا نشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کے واسطے ہم نے موتی لنگی اور مشروع اور مختلف اقسام رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے - جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضع مین یہان کے چابکدست کاریگرون نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور بازاری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت ہی نہین ایک دفعہ منگوا کر ملاحظہ فرمایئے - قیمت فی تھان قسم اول طول ۲۰ گز ۱۰ گرہ عرض ۱۲ گرہ ۴ روپیہ قیمت فی تھان قسم دوم طول ۱۸ گز عرض ۱۰ گرہ ۳ روپیہ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونا چاہئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ - قیمت ۳ روپیہ آریہ دھرم - ۴/ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - ۱/ حضرت اقدس کی ابتدائی تحریر حصہ اول - ۲/ سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب - ۲/ فیصلہ آسمانی - ۲/ نور القرآن حصہ دوم - ۴/ تفسیر سورہ تبت - ۲/ سواء السبیل نمبر ۱ - ۱/ تفسیر القرآن پارہ اول - ۱۲/ سلک مروارید حصہ اول - ۱/ سلک مروارید حصہ دوم ۱/ علاوہ محصول ڈاک رپورٹ جلسہ قیمت ۲ الانذار - ۱/ اصلاح النظر - ۲/ قصیدہ ضوابط الاسلام - ۱/ وفات مسیح پنجابی نظم - ۲/ برہان الحق - ۳/ دعوۃ الحق نمبر ۲ ۱/ المنعم نظم - ۲/ مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا - ۱/ نمونہ قرآن مجید - ۳/ ست بچن - ۱/ حجۃ الاسلام - ۱/ الموعظۃ الحسنۃ ۳/ توضیح مرام - ۲/ دوسرا جنگ مقدس حصہ اول و دوم - ۲/ التفسیر القرآن پارہ دوم ۸/ تفسیر سورہ بقر مکمل ۲ روپیہ ضرورت امام - ۱/

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

جو مولوی محمد علی صاحب نے میرے پاس بھیجے ہیں۔ ۔ جن لوگون نے اس راہ مین قدم اٹھایا ہے اللہ تعالے انہین جزائے خیر دے اور دوسرون کو بھی تقلید کی توفیق۔ چونکہ واپسی روپیہ کا وعدہ خانصاحب سردار محمد عجب خان صاحب کر چکے ہین اسلئے مین اپنے مکرم بہائی شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ایک ہزار روپیہ جو واپسی کے لئے دینا چاہتے ہیں اشاعت میگزین مین بہیجدین خواہ یکدم یا بتفاریق اور ایسا ہی منشی نذر علی صاحب بھی بیس روپیہ بہیجدین۔ چودہری رستم علی صاحب فوراً سو روپیہ بہیجین جو انہون نے تجویز کیا ہے۔ پھر اسکا وہ اثر جو قوم پر پڑنے کو ہے وہ خود ظاہر ہو جاویگا۔

(۱) از ایبٹ آباد - ۵ - اپریل ۱۹۰۶ء

مکرمی مخدومی مولوی محمد علی صاحب ایم اے زاد قدرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مینے تو خیال کیا تہا کہ وطن اور ریویو آف ریلیجنز کا آخری فیصلہ ہو کر بات رفت گذشت ہو گئی ہے اور الحمد للہ کہ ریویو آف ریلیجنز مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوئی۔ مگر الحکم مین جو آپکی طرف سے چٹھیات شائع ہوتی رہی ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر وطن کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ اسکی تحریک سے لوگون نے ریویو آف ریلیجنز کی خریداری منظور کی۔ اور اب وہ معاہدہ کی تکمیل نہ پا جانیکی وجہ سے لوگون کا روپیہ واپس طلب کر رہا ہے۔ اور اس بارہ مین وقتاً فوقتاً آپ پر نیش زنی بھی کرتا ہے۔ چنانچہ بحکم مورخہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء مین پھر آپکی چٹھی شائع ہوئی ہے جس سے تمام حالات اچھی طرح سے ظاہر ہو رہے ہین + اس سے پہلے میرے دوست مخدومی سردار محمد عجب خان صاحب تحصیلدار تو چی نے آپکو اطلاع دی ہے کہ وہ کل یا جزو روپیہ جو غیر احمدیون کیطرف سے وطن کی تحریک پر آپکے پاس پہونچا ہو واپس ادا کر دینے کو تیار ہین۔ اور مجھے سردار صاحب موصوف کی غیرت سے یہ امر بعید معلوم نہین ہوتا ہے۔ ۔ خداوند تعالے نے اس سلسلہ کی تائید کیلئے انکو خاص جوش عطا فرمایا ہے۔ اللھم زد فزد۔

لیکن اب مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ سردار صاحب موصوف کو اس بارہ مین ہرگز تکلیف نہ دی جاوے مین کل روپیہ خواہ اسکی تعداد ایک ہزار روپیہ سے بھی زیادہ کیون نہ ہو - ان لوگون کو واپس ادا کر دینے کو طیار ہون۔ جنہون نے وطن کی تحریک پر خریدلی انگریزی میگزین ریویو آف ریلیجنز کی منظور کی تہی۔ ایسے خریدارون کو چاہئے کہ براہ راست میرے ساتھ خط وکتابت کر کے روپیہ واپس منگوالیوین یا آپ کی وساطت سے - آپ مجھے اطلاع دیوین کہ ایسی رقم کتنی ہے - تاکہ مین بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت والا کرون + اشاعت اسلام کا کام خداوند تعالی احمدیون کے ہاتھ سے پورا کروانا چاہتا ہے - پھر خدا کی مشیت کے برخلاف غیر احمدیون سے امید رکھنا گناہ ہے - اور الحمد للہ کہ وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ آپکو بھی مقابلہ کرنا پڑا -

مین اس سے پہلے ۷ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کا خریدار تہا - جن مین سے ایک میرے نام آتا تہا اور باقی چھ آپکے اختیار مین تہے کہ جہان چاہین ارسال کرین - آپ میرے نام پر تین پرچے انگریزی کے اور جاری کرا دیوین - گویا سال حال سے مین دس انگریزی پرچون کی قیمت ادا کرونگا - پچھلے سال کا اگر میرے نام کوئی بقایا ہو تو منیجر صاحب سے کہین کہ اگلا پرچہ پچھلے سال کی بقایا کا وی پی کر دیوین - اور سال حال کا چندہ دس پرچون کا مین خود بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دونگا - اردو پرچے اسکے علاوہ ہین -

والسلام - نور احمد وکیل

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب کی تحریر کو دیکھکر میرا یہ ارادہ تہا - کہ مین آپ سے دریافت کرون کہ کیا واقعی ہمارے پاس ایسے پتے اون لوگون کے نہین جنکو ہم اس قابل سمجھتے ہین - کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے دیکھنے کے اہل ہین - سو الحمد للہ کہ آج ۲۳ - مارچ ۱۹۰۶ء کا اخبار بدر پہونچا جس سے معلوم ہوا کہ آپ دو ہزار پرچہ انگریزی ریویو کا تقسیم کر سکتے ہین -

اب مین اون احباب کی خدمت مین عرض کرتا ہون جنہون نے تجاویز منظور کردہ خواجہ کمال الدین صاحب وطن کو پڑھکر یہ جوش دکھلایا تہا - کہ غیر احمدیون سے کیون امداد لی جاتی ہے - اب وہ ایسی ہمت اور سچا جوش دکہادین کہ جس سے دو ہزار رسالہ مفت تقسیم ہو سکین - امید ہے کہ بہت احباب نے اس تجویز کے خلاف لکھکر آپ کو اطلاع بھی دی ہوگی اور بعض نے آپ کو اطلاع نہین دی - مگر وہ دل سے اس تجویز کے مخالف تہے - پس ایسے احباب کو اپنے جوش کا عملی ثبوت دینے کے واسطے یہ عمدہ موقع ملا ہے کہ وہ جوش سے خدمت دین مین مصروف ہون - اس وقت پر ہماری جماعت کے دو فریق نظر آتے ہین ایک وہ جنہون نے غیر احمدیون کے ساتھ ملکر اس رسالہ کی توسیع اشاعت مین کوشش کرنا چاہا - دوسرا جو غیر احمدیون سے اسکی اشاعت مین امداد لینا پسند نہین کرتا - ایسے وقت مین اور ایسی حالت مین ہر ایک فریق کو پہلے سے زیادہ ہمت کوشش کرکے دو ہزار کاپی کی قیمت کا انتظام کرنا چاہئے - تاکہ آپ اوسکو مناسب مقامات مین بہیجدین دو ہزار کاپی کے واسطے نو ہزار روپے کی ضرورت ہے - اس روپیہ کو جمع کرنے کے واسطے مین مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہون اس مین سے جس پر آسانی سے عمل ہو سکتا ہو اوسکو عمل مین لایا جاوے اول - اپنی جماعت سے ایکسو آدمی اگر ہمت کرین اور ایک ایک سو روپیہ خواہ یکمشت خواہ ۴ ماہ یا ۶ ماہ کے اندر ادا کر دین اس طرح سے دس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے - دوسرے دو سو آدمی ایسے ہون کہ فی آدمی پچاس روپیہ شرائط مندرجہ صدر پر ...... جمع کرین تیسرے ان دونون صورتون مین اگر ضرورت پیش آوے اور ممکن ہو - تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے واسطے دوسرے بہائیون سے امداد لی جاوے - جس سے یہ غرض ہے کہ روپیہ تعداد مقررہ تک جمع ہو جاوے - چوتھے - ہر ایک شہر کے احباب جمع ہو کر جسقدر روپیہ اس اشاعت مین دے سکتے ہین اوس سے اطلاع دین مگر ہر ایک صاحب کو یہ خیال ہونا چاہئے کہ جب تک فراخ حوصلگی اور ہمت سے چندہ نہین دیا جاویگا یہ تعداد پوری نہین ہو گی - پانچوین ہر ایک اہل ہمت ایک ہفتہ یا ۱۰ یوم کی آمدنی امداد مین دے - چھٹے آمدنی پر دس روپیہ ماہوار کے حساب سے اہل وسعت مدد دین جب تک یہ ۱۰ ہزار روپیہ پورا نہ ہو جاوے + اگر اس طرح سے ۱۰ ہزار روپیہ جمع ہو جاوے - تو دو ہزار کاپی انگریزی رسالہ کی مفت تقسیم ہو سکتی ہے اور ۵ سو کاپی اردو رسالہ کی اگر کہین ضرورت ہو مفت تقسیم کی جاوے - مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض غیر احمدیون نے رسالہ ترمیم ہو جانے کیصورت مین خریدنا منظور کیا تہا - ایسے اصحاب کو اگر وہ پسند کرین تو یہ رسالہ نصف قیمت پر مفت دیا جاوے تاکہ ایسے اصحاب کو ایسے رسالہ کے پڑھنے سے ہمارا حال معلوم ہو جاوے اور ہمارے عقائد اور ہمارا اسلام سمجھ مین آجاوے جسے وہ قرآن کے اسلام سے علیحدہ اسلام سمجھے بیٹھے ہین - ایسے خریدارونکو اطلاع دینے کے واسطے اخبار وطن مین چھاپ دینا کافی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اپریل کے پرچہ اس دو ہزار کی تعداد کے ساتھ ملکر چھاپے جاوین اور تقسیم ہون - اسواسطے آپ اگر مناسب سمجھین - تو اخبار بدر و الحکم کے پہلے پرچہ مین اس تحریر کو شائع کرکے ناظرین وناصران سے اس امر کی درخواست کرین - کہ وہ آپ کو بہت جلد اطلاع دین کہ وہ کس تجویز پر عمل کرنے کو طیار ہین یا کسی اور صورت پر جو آسان اور مناسب ہو - جس سے اس تعداد کا پورا ہونا ممکن ہو - یہ عاجز خداوند کریم کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے اس قدر عرض کر دیتا ہے کہ خود میرا ایک تجویز پر عمل کرنیکے واسطے تیار ہے - ۲۵ - مارچ ۱۹۰۶ء

عاجز رستم علی از انبالہ

(۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مین خدا تعالے کا بڑا شکر کرتا ہون کہ یہ تجویز نہین ہوئی - مگر ان ایسی ایسی تحریرون سے بہت سے سعید الفطرت ہم سے حسن ظن ہو گئے ہین - آپکے خطون نے اپنا اثر ضرور دکھلایا ہو گا - یہ خدا تعالی کی حکمت تھی جو ایسا ہوا - اب مین وہ بات لکھتا ہون جسکی وجہ سے یہ خط لکھا گیا - میری عقل ناقص مین رسالہ کی اعانت کے متعلق یہ تجویز سوجھی ہے - اگر ٹھیک ہے تو اسپر عمل ہونا چاہئے -

یعنی اُن مخلص احباب کی جو اس سلسلہ مین داخل ہین - اور ساتھ ہی اُن کی آمدنی بھی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے - ایک فہرست طیار کری جاوے - یعنے بذریعہ اخبارات یا اشتہار یا خطوط یا جس طرح مناسب ہو - تمام جگہون کے احمدی احباب سے انکے علیحدہ علیحدہ پتے دریافت کرنے چاہئین - اور دوسرے تمام بہائیون سے اون کے متعلق دریافت کرنا چاہئے - کہ کیا وہ ایک خاص امداد اس سلسلہ کو دینے کے لئے تیار ہونگے - چاہے ایک پیسہ ہی ہو - پھر جب ایسے احباب بکثرت تیار ہو جاوین - تو پھر ایک کو علیحدہ علیحدہ خط کے ذریعہ سے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ وہ کسقدر یکمشت چندہ دے سکتے ہین اور کسقدر ماہوار دینے کی گنجائش رکھتے ہین - ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ چونکہ اس سلسلہ کے تمام احباب پر بڑا بوجھ ہے - اسلئے ... یکمشت چندہ کے بارہ مین یہ مجبوری نہ ڈالی جاوے - کہ وہ یک لخت ہی چندہ ادا کرے - بلکہ ساتھ ہی اُنکو یہ بھی جتلایا جانا چاہئے - کہ یکمشت چندہ ادا کرنے کے لئے بھی تین ماہ کی مہلت ہر ایک کو دی جاتی ہے وہ جسقدر گنجائش کر سکتا ہے - کرے - کیونکہ اب معاملہ ضدی ہو گیا ہے - اسلئے ضروری ہے کہ ہمت دکھلائی جاوے - کیا ہم مولوی انشاء اللہ وغیرہ کی مدد کے محتاج ہین ؟ ہرگز نہین - ہمارے مال حاضر ہین جان حاضر ہے - اور جو کچھ ہے حاضر ہے - معاف رکہین مین ایک محدود لیاقت کا آدمی ہون - ممکن ہے میری تحریر آگے پیچھے معنون کو ادا کرے - آپ مطلب سمجھکر اگر مناسب ہو - تو چھاپ دیوین - یقین رکھتا ہون - کہ جس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل سے شناخت کیا ہوا ہے - وہ اس موقع پر ہرگز جی نہین چرا سکتا - بلکہ اس موقع پر جبکہ حضرت اقدس کے دعوٰی کو مخالف سننا نہین چاہتے - اسقدر جوش دکھلانا چاہئے کہ کثرت اشاعت سے مخالفون کے کانون مین دن رات

رافع الظلام و دافع الاوہام

آج ہفتہ وار پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۴ - مارچ ۱۹۰۶ء میری نظر سے گذرا اور اوسکے صفحہ ۵ پر ایک مضمون جسکی سُرخی "مرزا صاحب قادیانی اور مسلمانوں کے معتقدات" ہے دیکھا - مجھکو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر سخت تعجب آتا ہے کہ وہ ایسے جاہلانہ مضامین کیوں درج اخبار فرماکر اپنے اخبار کو منصف مزاجوں کی نظر میں حقیر و ذلیل بنانا گوارا فرماتے ہیں - خیر یہ بجائے خود ایک مستقل بات ہے اور اسوقت میرا یہ منشا نہیں کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی غلطیاں ظاہر کروں - مضمون پڑھتے ہوئے مضمون کے خاتمہ پر کسی کٹھ ملا کا نام دیکھنے کا انتظار تھا چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا اور مضمون نگار نام میں نے اسطرح لکھا ہوا دیکھا "راقم مولوی حکیم احمد جان از نجیب آباد" میں ایک ایسا شخص ہوں کہ نجیب آباد کے رہنے والے تقریباً تمام پڑھے لکھے آدمیوں سے واقف ہوں اور نہایت ہی غیر مشہور جاہل یا مزدوری پیشہ طبقہ کو چھوڑ کر باقی اوسط و اعلے طبقہ کے باشندگان نجیب آباد کے متعلق کوئی شخص دعوے نہیں کرسکتا کہ وہ مجھ سے زیادہ واقف ہے - میں نے ہر چند غور کیا مگر کوئی مولوی حکیم احمد جان ذہن میں نہ آیا لہذا میرا یقین پختہ ہوگیا کہ یا تو پیسہ اخبار کے کاتب کی غلطی ہے یا خود مضمون نگار نے کسی مصلحت سے اپنا نام بدلا ہے ہوں نہ ہوں یہ وہی خود ستا حکیم صاحب اور اپنے منہ میاں مٹھو مولوی صاحب ہیں جنکے ایک سابقہ مضمون کی دھجیاں میں اپنے مضمون مندرجہ الحکم مطبوعہ ۱۷ - مارچ میں اُڑا چکا ہوں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

خود ستا مولوی صاحب کا مضمون اس قابل نہیں کہ اسکی طرف کوئی احمدی متوجہ ہو کیونکہ یہ بالکل ادنی قسم کی باتیں ہیں جیسی اکثر ناواقف جہلا اور گنوار لوگ اپنی چوپال میں بیٹھکر کیا کرتے ہیں - اسوقت اس کے متعلق لکھنے کی اسوجہ سے ضرورت سمجھی گئی کہ سُنا گیا ہے خود ستا مولوی صاحب میرے مضمون مندرجہ الحکم ۱۷ مارچ کو دیکھکر آجکل بڑی کوشش و کاوش سے اوسکا رد لکھنے میں مصروف ہیں - احتمال ہے کہ شاید وہ پھر کچھ شان مولویت دکھلائیں اور اظہار لیاقت فرمائیں تو اونکو اپنے اس مضمون کا کوئی حوالہ دینے کی ضرورت نہ پڑے - اصل مضمون کی طرف متوجہ ہونے سے پیشتر بطریق تمہید یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا یعنے کسی قوم کی عداوت کے سبب سے اون سے بے انصافی مت کرو انصاف کرو - مگر ہمارے خود ستا مولوی صاحب اسپر عمل نہیں کرسکے - خداتعالے فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون - یعنی خدا اور اوسکی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے - مگر خود ستا مولوی صاحب ہیں کہ اسطرف مطلق توجہ نہیں کرتے خداتعالے فرماتا ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیئا یعنے محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں - مگر خود ستا مولوی حدیث کو قرآن شریف پر قاضی سمجھنے کے اعتقاد سے رجوع نہیں کرتے اور حدیث احاد سے آیت قرآن شریف کو رد کرنیکے لئے مستعد ہیں - خداتعالے قرآن شریف کی نسبت فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور عدم اختلاف اوس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہراتا ہے لیکن خود ستا مولوی صاحب قرآن شریف کے دو حقوں قصص و ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کرکے اوسکو من عند غیر اللہ ٹھہراتے ہیں اور آیات متشابہات سے آیات بینات کو بڑی دلیری کے ساتھ رد کرتے ہیں قرآن شریف کا تو یہ دعوے کہ میں اختلافی مسائل میں فیصلہ کرنیوالا ہوں جیساکہ آیت لیبین لہم الذی یختلفون فیہ سے ظاہر ہے مگر خود ستا مولوی صاحب اپنی رطب و یابس روایات کو پیش کرتے ہیں اور قرآن شریف کی طرف آنکھ اُٹھاکر نہیں دیکھتے یا دیکھتے ہیں تو افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کے مصداق بنتے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں تیس کے قریب آیات سے وفات مسیح ثابت ہے مگر وہ اپنے باپ دادوں کی تقلید کرنے والوں کی نسبت خداتعالے فرماتا ہے لہم قلوب لا یفقہون بہا و لہم اعین لا یبصرون بہا و لہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل - خداتعالے تو قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب و لم یجعل لہ عوجا اور خود ستا مولوی اوسکو ٹیڑھا بنانے سے مطلق نہیں ڈرتے اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے قلت تدبر اور خود ستائی کا - افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا خود ستائی کی نسبت خداتعالے فرماتا ہے ساصرف عن آیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق جسکا اصل مطلب یہ ہے کہ خود ستا آیات الہی کے سمجھنے میں قاصر ہے - اب خود ستا مولویصاحب کے مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہوں - پہلی بات اس مضمون کی یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی چند تحریریں مضمون نگار نے دیکھی ہیں وہ سب کی سب یؤمنون بالغیب کے خلاف ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ختم اللہ علی قلوبہم الخ اور فلما زاغوا الخ کے تحت میں آکر کسی اظہر من الشمس اور صاف و سیدھی بات کو نہ سمجھے تو اوس کے لئے سوائے اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

دوسری بات یہ ہے کہ عام مسلمانوں کا سلف سے خلف تک یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰ کو اللہ تعالے نے زندہ آسمان پر اُٹھالیا میں کہتا ہوں کہ عام مسلمانوں سے اگر تمام مسلمان مراد ہیں تو مذکورہ بالا بیان بالکل فریب ہے دہوکہ ہے اور سفید جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں اپنے مضمون مندرجہ الحکم ۱۷ مارچ میں اس بات کو بوضاحت دکھلاچکا ہوں کہ قدیم سے نہایت بزرگ اور شاندار گروہ وفات عیسی کا قایل چلا آتا ہے - زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہوقت تک یہ اختلافی مسئلہ تھا اور بس - خود ستا مولوی صاحب نے دمشق کے منارہ شرقی والی حدیث لکھی ہے میں کہتا ہوں کہ پیشگوئی کے الفاظ پر تفصیلی یقین کیضرورت نہیں بلکہ یقین بالاجمال چاہئیے اور یہی مذہب ہے علما اور ائمہ مجتہدین کا اب دیکھئے صحیح مسلم کے الفاظ ہیں عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق یعنے نزدیک ایک جگہ نورانی کے جو شرقی جانب ہے دمشق سے - معترض خود ستا مولویصاحب تو سمجھ نہیں سکتے اون کو چاہئیے کہ اسکول کے کسی طالب علم یعنی کسی میرے شاگرد سے دریافت کرلیں کہ جس عرض البلد پر دمشق واقع ہے ٹھیک اوسی عرض البلد پر شرق کی جانب قادیان واقع ہے - یا نہیں حدیث نواس بن سمعان میں ہے ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے ابن مریم کو نکلتے ہوئے ایک جگہ نورانی اور سفید کے نیچے سے جو دمشق کے مشرق کی جانب ہے - روایت کیا ان الفاظ کو ابن عساکر نے - اب غور کیجئے کہ روایت کا لفظ صاف اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف میں ایک آیندہ کا واقعہ دیکھا اور اسیطرح سے تقریباً تمام پیشگوئیوں کے متعلق حضرت نے عالم کشف میں ہی دیکھکر ارشاد فرمایا ہے جو شخص قرآن کریم کو تدبر سے پڑھتا ہے اور احادیث پر اوسکو عبور حاصل ہے اور خود بھی عالم کشف اور رؤیا کے عجائبات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ استعارات سے کہاں تک کام لیا جاتا ہے ایک جاہل کا دماغ بھلا کہاں ان غوامض شرعیہ تک پہونچ سکتا ہے جبتک خاص عنایت خداوندی شامل حال نہو ورنہ یوں تو ایک کٹھ ملا حضرت یوسف علیہ السلام کی رؤیا کے متعلق عجیب بے تکی باتیں بیان کرسکتا ہے لیکن قصص اور اخبار آیندہ کے متعلق ظاہر الفاظ پر ہی تمسک کرنے سے تو قرآن شریف کی بہت سی آیات سے انکار لازم آتا ہے - یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ منارہ ظرف کا صیغہ ہے جسکے معنی محل نور کے ہیں - اور تخصیص دمشق کی وجہ اگر معلوم کرنی ہو تو ذیل کی عبارت بغور پڑھنی چاہئیے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دمشق کی طرف ایک توجہ خاص رکھتے تھے - چنانچہ بلاحظ احادیث سے ظاہر ہے کہ کسی حدیث میں آپنے اوسکو خیر منازل المسلمین فرمایا ہے اور کسی حدیث میں اوسکو خیر الشام فرمایا ہے اور کسی مقام .... میں یہہ اشتباہ ہوتا کہ شاید دمشق ہی نزول گاہ عیسی بن مریم ہوگا پس اس شبہ کے رفع کرنیکے واسطے ارشاد ہوا کہ محل نزول عیسی خاص دمشق نہیں ہے بلکہ دمشق کے شرقی جانب محل نزول عیسیٰ ہوگا جو کہ اب قادیان متعین ہوا (ماخوذ از مسک العارف) پھر مضمون نگار نے جو کچھ لکھا ہے اوسمیں یہ بھی تذکرہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کسی تصنیف میں یہ لکھا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان میں ہوا اور پتھر اور آگ اور برف و پانی وغیرہ وغیرہ ہیں جو مانع صعود عیسیٰ ہیں - میں کہتا ہوں کہ میں نے آجتک حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی تصنیف میں یہ نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان فضا میں مثل ہوا کے پتھر بھی ہیں - خود ستا مولوی صاحب نے جو بہتان بندی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اگر اوس سے کام نہیں لیا ہے تو یہ غلط بیانی غالباً اون کی کم علمی کیوجہ سے سرزد ہوئی ہے شاید اونہوں نے کہیں ابتھر لکھا ہوا دیکھا ہوگا -

دمی ... سے ... تمام خیالی مضامین ایک نہایت
ضعیف ... جنہیں فلسفیون نے مانی ہے بیچارے
مولوی صاحب کو اتنی فرصت اور اتنا
... کہان کہ اصطلاحات علم فلسفہ و ہیئت وغیرہ
سے واقفیت حاصل کرین مجھکو اونکی اس سادہ
لوحی پر رحم آتا ہے کہ انہون نے ایک پتھر کو پتھر
سمجھ لیا۔ پھر خدا تعالے کی ایک صفت یعنی کل
شئی تقدیر کو پیش نظر رکھکر تمام محالات کو جائز
سمجھ لیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ اس سے سادہ
لوح مولویصاحب نے اپنی جہالت و کم فہمی کا
پورا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ خدا تعالے کی کوئی
صفت اسطرح ماننی کہ جس سے اوسکی کسی دوسری
صفت کا انکار ہوتا ہو بالاجماع ضلالت و
گمراہی ہے۔ مثلاً خدا تعالے جھوٹ نہین بولتا
اور ... نے فرمایا ہے کہ فوت شدہ لوگ پھر
زندہ ہوکر دنیا مین نہین بھیجے جاتے اور یہ مضمون
قرآن شریف کی بہت سی آیات مین مختلف مقامات
پر مندرج ہے اور احادیث نبوی بھی اسپر
شاہد ہین تو کیا یہ ممکن ہے کہ خدا حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو جو فوت شدہ ثابت ہین پھر
دوبارہ دنیا مین بھیجے؟ ہرگز نہین۔ باقی رہی
حضرت عیسیٰ کی وفات کی بات سو وفات اون
کی قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مضمون
... مضمون سابق ۲۷ مارچ الحکم سے ظاہر
ہے۔ اگر خود ستا مولویصاحب مین کچھہ غیرت
و حمیت اور انصاف کا مادہ ہے تو قرآن شریف
سے حضرت عیسے علیہ السلام کے زندہ مع جسم آسمان
پر جانے اور تاحال بے آب و دانہ زندہ رہنے
کا ثبوت دین ورنہ ہٹ دھرمی اور ضد سے
باز آئین اور اپنے دل مین شرمائین۔ خود ستا مولوی
صاحب ناحق ادھر ادھر ٹامک ٹوئیے مارتے
ہین اونکو چاہیے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی اس وقت
تک حیات اور آسمان زندہ مع الجسم جانے کو ثابت
فرماوین پھر باقی مسائل جو اسی مسئلہ کی شاخین
ہین خود بخود طے ہو جاوینگے۔ ناحق اسقدر کوشش
فرماتے ہین اور مفت مین ذلیل ہوتے ہین۔

ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

پھر مضمون نگار نے چند غیر منتظم اور منتشر باتین
کی ہین یعنی معراج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو آسمان پر خدا نے کیسے رکھا۔ حضرت عیسے علیہ السلام
کا باتین کرنا۔ مردون کو زندہ کرنا وغیرہ باتین بیان
کرکے سنت اللہ یعنی قانون قدرت کا کوئی چیز
نہ ہونا ثابت کیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ مضمون نگار اگر
پہلے اپنے یہان کے مفسرین و علما کے اختلاف
سے ہی واقف ہوتے تو ایسی باتین نہ لکھتے۔ جن
باتون کا سادہ لوح مولویصاحب نے تذکرہ کیا ہے
مضمون کو مختصر کرنیکے لئے مین کہتا ہون کہ اگر یہ باتین
قانون قدرت کے خلاف ہین تو خدا نے کیسے بیان
فرما دیا ہے۔ ان باتون کو جو قانون قدرت کے خلاف
ہین اور خدا نے بیان نہین فرمایا بھلا کوئی کیسے
مان سکتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔
اور پھر ان باتون کو حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی
سے تعلق کیا؟ اب کوئی یہ تو بتائے کہ خدا تعالے
نے کہان فرمایا ہے کہ حضرت عیسے کو زندہ مع جسم
عنصری آسمان پر اٹھالیا اور خدا نے کہان فرمایا
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے
اگر کوئی کہے کہ خدا قادر ہے ایسا کرسکتا ہے۔ تو مین
کہتا ہون کہ اول تو کرسکتا ہے اور کریگا یا
کرتا ہے مین بہت فرق ہے دوسرے یہ کہ
خدا ایسا نہین کریگا کیونکہ جب کفار نے سید
المرسلین صلعم سے کہا کہ ہم جب آپ کو مانینگے کہ جب
آپ آسمان پر چڑھ جائین اسکے جواب مین خدا
تعالے فرماتا ہے کہ قل ھل کنت الا بشرا
رسولا جبکہ سید المرسلین نے ہی حکم خدا سے
فرمایا کہ مین بشر رسول ہون اسلئے آسمان پر نہین
جاسکتا تو حضرت عیسیٰ بھی اگر بشر رسول تھے تو ہرگز
زندہ آسمان پر نہین گئے۔ خدا خود فرماتا ہے کہ اے
عیسیٰ مین تجھے وفات دینے کو ہون اوس کے
بعد حضرت عیسیٰ خود فرماتے ہین کہ فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیھم۔ پھر خدا تعالیٰ
فرماتا ہے ماجعلنا ھم جسدا لا یاکلون
الطعام وما کانوا خالدین اور فرماتا ہے
ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الخ۔
غضب ہے کہ پھر بھی حضرت عیسے کی وفات مین
شک اور آسمان پر زندہ مع جسم پہونچنے کی دلیل
بیان کیجاتی ہے کہ خدا قادر ہے۔ پھر سادہ لوح
مولویصاحب فرماتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام
سے قیامت تک جسقدر انسان پیدا ہوئے اور
ہونگے وہ چاہے تو سب کو آسمان پر زندہ لیجا سکتا
ہے اور زندہ رکھہ سکتا ہے۔ مین کہتا ہون کہ مین
مانتا ہون کہ وہ ایسا کر سکتا ہے مگر اوسنے ہرگز ایسا
نہین کیا اور نہ کریگا اور جو اسکو نہین مانتا وہ
سخت بیوقوف اور جاہل ہے کیونکہ خدا تعالے
نے صاف فرما دیا ہے منھا خلقناکم و
فیھا نعیدکم الخ اور اوسنے فرما دیا ہے۔
کل نفس ذائقۃ الموت اور اوس نے فرما دیا
ہے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد
افان مت فھم الخالدون۔ آگے سادہ
لوح مولویصاحب نے جو فقرہ لکھا ہے مین اوسکو
قطعی نہین سمجھ سکا لہذا اوسکو بعینہ نقل کئے دیتا ہون
"خدا عاجز ہے یا خاص اس کام سے عاجز ہے
اور عاجز خدا ہو نہین سکتا اب رہی رسالت انہین
کبھی آپ حضرت اور کبھی رسول اللہ نے بروزی ہوتی
ہین" اس سے اگلا فقرہ یہ ہے "اپنے نبی کی
نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویعلمھم الکتاب والحکمۃ
سو حکمت کو آپ ظنی بتاتے ہین فرشتون کو آپ
جمادات اور سورج تارون سے بدتر بتاتے ہین جن
مین اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی قوت نہین" مین
کہتا ہون مضمون نگار کٹھ ملا کو چاہیے کہ شہادۃ
القرآن اور آئینہ کمالات اسلام مطالعہ کرین پھر
کٹھ ملا صاحب لکھتے ہین "اب رہی قیامت
تو اوسکی نسبت آپ کا ایسا ہی خیال معلوم ہوتا ہے
جیسا فرشتون کی نسبت ہے" مین کہتا ہون کہ
فرشتون کی بابت تو اوپر کے فقرہ مین جمادات
و سورج وغیرہ سے فرشتون کا بدتر ہونا آپ نے
ظاہر کیا ہے سمجھ مین نہین آتا کہ قیامت کو اس سے
کیا تعلق اور محض فرشتون کے قیامت کا خیال
کیسے ہو سکتا ہے؟ کچھ کتابین پڑھ لیتے تو
ایسا نہ کہتے۔ آگے کٹھ ملا صاحب نے حضرت
اقدس علیہ السلام کی نسبت اپنے دل کا بخار گندی
اور زہریلے الفاظ مین نکالا ہے سوائے اسکے
اور کیا کہون کہ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام
پر ... [illegible] ... الہام فرمایا ہے
انی مھین من اراد اھانتک۔

والسلام علے من اتبع الہدی فقط

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

تصنیف حضرت مسیح موعود
تازہ زلزلہ کی پیشگوئی

پھر چلے آتے ہین یارو زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیا اس جہان سے کوچ کر جانیکے دن
تم تو ہو آرام مین پر اپنا قصہ کیا کہین
پھر رہے ہین آنکھون کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیون غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہین اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اوسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہین وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشان کی پنج بار*
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہین
اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانیکے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسے پکارینگے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانیکے دن
اے میرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود مین تیری ہون ہم اس خون دل کھانیکے دن
کرم خاکی ہون میرے پیارے نہ آدم زاد ہون
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
اے میرے یار یگانہ اے میرے جان کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دین کے پھیلانیکے دن
پھر بہار دین کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھین گے ہم لوگون کے بہکانیکے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج دکھا اس دین کے چمکانیکے دن
دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئین تیرے آنیکے دن
چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجیے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائین گے ترسانے کے دن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ مین یہ کس کا شور ہے
کیا میرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ میرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھون سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دین میت ہے اور یہ دن ہین دفنانیکے دن
اک نشان دکھلا کہ اب دین ہو گیا ہے بےنشان
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہین اب زمین پر آگ بھڑکانیکے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دین کے ہین جاتے رہے
طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن
چاند اور سورج نے دکھلائے ہین دو داغ کسوف
پھر زمین بھی ہو گئی بیتاب تھرانے کے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمین پر اس کے چلانے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہین
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانیکے دن
دوستو! اوس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئین گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہین سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہین دوستو! اس یار کے پانے کے دن
دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزان آئے ہین پھل لانیکے دن
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسمان گاتا نہین
اب تو ہین اے دل کے اندھو دین کے گن گانیکے دن
خدمت دین تو کہو بیٹھے ہو بغض و کین سے وقت
اب نہ جائین ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

* خدا تعالیٰ کے اصل لفظ مین جو مجھ پر نازل ہوئے ہین
وہ یہ ہین "چمک دکھلاؤنگا تم کو اس نشان کی پنج بار"

چشمہ مسیحی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور بعد اور دوری کے صدمہ سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے اس لئے وہ صرف ان باتوں کو گناہ نہیں سمجھتا کہ جو عوام سمجھتے ہیں کہ قتل نکر خون نکر زنانہ کر چوری نکر جھوٹی گواہی ندے۔ بلکہ وہ ایک ادنے غفلت کو اور ادنے التفات کو جو خدا کو چھوڑ کر غیر کیطرف کیجائے ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے اسلئے اپنے محبوب ازلی کی جناب میں دوام استغفار اسکا ورد ہوتا ہے اور چونکہ اس بات پر اسکی فطرت راضی نہیں ہوتی کہ وہ کسی وقت بھی خدا تعالے سے الگ رہے اسلئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرہ غفلت بھی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجھتا ہے یہی بھید ہے کہ خدا تعالے سے پاک اور کامل تعلق رکھنے والے ہمیشہ استغفار میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محب صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ اسکا محبوب اسپر ناراض نہ ہو جائے اور چونکہ اسکے دل میں ایک پیاس لگادی جاتی ہے کہ خدا کامل طور پر اس سے راضی ہو اس لئے اگر خدا تعالے یہ بھی کہے کہ میں تجھ سے راضی ہوں تب بھی وہ اسقدر پر صبر نہیں کرسکتا کیونکہ جیسا کہ شراب کے دور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پیکر پھر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبت طبعًا یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالے کی رضا حاصل ہو پس محبت کی کثرت کیوجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظ استغفار کو اپنا ورد رکھتے ہیں اور سب سے بڑھکر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے اور استغفار کے حقیقی معنے یہ ہیں کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعف بشریت انسان سے صادر ہوسکتی ہے اوس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور میں نہ آوے اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنے عام لوگوں کے لئے وسیع کئے گئے اور یہ امر بھی استغفار میں داخل ہوا کہ جو کچھہ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالے اوس کے بد نتائج اور

زہریلی تاثیروں سے دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خداتعالے عزوجل کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالے کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جب انسان کمال درجہ تک اپنی محبت کو پہونچاتا ہے اور محبت کی آگ سے اپنے جذبات نفسانیت کو جلا دیتا ہے۔ تب ایک دفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالے کی محبت جو خدا تعالے اوس سے کرتا ہے اسکے دلپر گرتی ہے اور اوسکو سفلی زندگی کے گندوں سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حیّ و قیوم کی پاکیزگی کا رنگ اوس کے نفس پر چڑھ جاتا ہے بلکہ تمام صفات عالیہ سے ظلّی طور پر اسکو حصہ ملتا ہے تب وہ تجلّیات عالیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور جو کچھہ ربوبیت کے ازلی خزانہ میں مکتوم و مستور ہے اس کے ذریعہ سے وہ اسرار دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ خدا جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے بخیل نہیں ہے۔ بلکہ اوس کے فیض دائمی ہیں۔ اور اوس کے اسماء اور صفات کبھی معطل نہیں ہو سکتے اسلئے وہ بشرط تقوے اور مجاہدہ جو کچھہ اولین کو دیا ہے وہ آخرین کو بھی دیتا ہے۔ جیسا کہ خود اوس نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم یعنے اے ہمارے خدا ہمیں وہ سیدھی راہ دکھلا جو اون لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرا فضل اور انعام ہوا اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیوں اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہمپر بھی کر اور کسی فضل سے ہمیں محروم نہ رکھہ یہ آیت اس امت کو اسقدر عظیم الشان امید دلاتی ہے جس میں گذشتہ امتیں شریک نہیں ہیں کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تھے اور متفرق طور پر اون پر فضل اور انعام ہوا۔ اب اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ اون تمام متفرق کمالات کو مجھہ سے طلب کرو پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائینگے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائیگا اسی بناء پر کہا گیا کہ كنتم خير امة اخرجت للناس۔ یعنی تم اپنے کمالات کے رو سے سب امتوں سے بہتر ہو۔

اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہ کمالات متفرقہ اس امت میں جمع کرنے کا وعدہ کیوں دیا گیا۔ اس میں بھید یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جامع کمالات متفرقہ ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالے فرماتا ہے فبهدٰهم اقتده یعنی تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں اون سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص اون تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کریگا اوس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائیگا اور تمام نبیوں سے وہ افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اُس نبی جامع الکمالات کی پیروی کریگا ضرور ہے کہ ظلّی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دعا کے سکھلانے میں جو سورہ فاتحہ میں ہے یہی راز ہے کہ تا کاملین امت جو نبی جامع الکمالات کے پیرو ہیں وہ بھی جامع الکمالات ہو جائیں۔ پس افسوس اُن لوگوں پر جو اس اُمت کو ایک مردہ خیال کرتے ہیں اور خدا تو جامع الکمالات ہونیکے لئے انکو دعا سکھلاتا ہے مگر وہ محض مُردہ رہنا چاہتے ہیں انکے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔ کہ مثلاً کوئی یہ دعوے کرے کہ میرے پر مسیح ابن مریم کی طرح وحی نازل ہوتی ہے* انکے نزدیک ایسا شخص کافر ہے کیونکہ قیامت تک خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ تعجب کہ یہ لوگ اس قدر تو مانتے ہیں کہ اب بھی خدا تعالے سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا مگر یہ نہیں مانتے کہ اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا حالانکہ اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں تو کچھ سننے پر بھی کوئی دلیل نہیں خدا تعالے کی صفات کو معطل کرنے والے سخت بدقسمت لوگ ہیں اور حقیقت میں یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنے کرسکتے ہیں کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنے چاہئیں تھے وہ سب بند ہو گئے اور اب خدا تعالے کے مکالمہ مخاطبہ کی خواہش کرنا لاحاصل ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔ کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہیں کہ اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا فائدہ کیا ہوا جن لوگوں کے ہاتھہ میں بجز گذشتہ قصوں کے اور کچھہ نہیں ان کا مذہب مردہ ہے اور معرفت الٰہی کا اُنپر دروازہ بند ہے۔ مگر اسلام مذہب زندہ ہے اور خدا تعالے قرآن شریف میں مسلمانوں کو سورہ فاتحہ میں گذشتہ نبیوں کا وارث ٹھیراتا ہے اور دعا سکھلاتا ہے کہ جو پہلے نبیوں کو نعمتیں دی گئی تھیں وہ طلب کریں۔ مگر جس کے ہاتھہ میں صرف قصے ہیں وہ کیونکر وارث کہلا سکتا ہے۔

حاشیہ

* یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ اس اُمت میں عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا تھا اس لئے ختم نبوت کی مُہر کو توڑ کر اسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں لائیگا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (۱) اول یہ کہ انکو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخش سکتی اور نہیں خیال کرتے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکھلانا کہ صراط الذین انعمت علیہم ایک دھوکہ دینا ہے اور اون کا اعتقاد ہے کہ یہ اعتبار اپنے دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء عیسیٰ ہی ہے اور وہی آخری قاضی اور حکم ہے۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصود تھا کہ جیسا کہ اسی امت میں مثیل یہود پیدا ہونگے ایسا ہی اسی امت میں سے مثیل عیسیٰ بھی پیدا کرے جو ایک پہلو سے اُمتی ہو اور ایک پہلو سے نبی مگر عیسیٰ بن مریم تو ان دونوں ناموں کا جامع نہیں ہو سکتا کیونکہ اُمتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے مگر عیسیٰ تو پہلے کمال پا چکا (۲) اور دوسرا گناہ ان لوگوں کا یہ ہے کہ قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف حضرت عیسیٰ کو زندہ تصور کرتے ہیں صریح یہ آیت موجود ہے فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم اور اس آیت کے معنے یہ لوگ یہ کرتے ہیں کہ جب کہ تو نے مع جسم عنصری مجکو آسمان پر اٹھا لیا۔ یہ عجیب لغت ہے جو حضرت عیسےٰ ہی سے خاص ہے۔ افسوس اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جیسا کہ قرآن شریف میں تصریح ہے یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا پس ان معنوں سے جو لفظ متوفی کے کئے جاتے ہیں لازم آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن احد جلشانہ کے سامنے حاضر ہو جائینگے۔ اور اگر کہو کہ آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے ہیں کہ جب کہ تو نے مجکو وفات دیدی تو پھر مجکو کیا خبر تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری اُمّت نے کیا طریق اختیار کیا تو یہ معنے بھی اون کے عقیدہ کی رو سے غلط ٹھہرتے ہیں اور دونوں معنوں کی رو سے خدا تعالے عیسٰے کو ایسے عذر باطل کا یہ جواب دے سکتا ہے کہ تو میرے سامنے جھوٹ کیوں بولتا ہے کہ مجھے کچھہ بھی خبر نہیں کیونکہ تو دوبارہ دنیا میں گیا تھا اور دنیا میں چالیس برس تک رہا تھا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑا تھا۔ ان کی صلیبیں اور صلیب کو توڑا تھا۔ ماسوا اس کے ان معنوں کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ جب تک حضرت عیسےٰ زندہ رہے عیسائی نہیں بگڑے بلکہ اون کی موت کے بعد بگڑے پس اس سے تو اون لوگوں کو ماننا پڑتا ہے کہ عیسائی ابتک حق پر ہیں کیونکہ ابتک حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں کیونکہ ابتک حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ افسوس ان امت کی

افسوس ان لوگوں پر کہ ان لوگوں کے آگے تمام برکات کا چشمہ کھلا گیا - مگر یہ نہیں چاہتے کہ ایک گھونٹ بھی اس میں سے پئیں -

اب پھر ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ نجات کا سرچشمہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں محبت اور معرفت ہے اور معرفت ایک ایسی چیز ہے کہ جسقدر معرفت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر محبت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ محبت کے جوش مارنے کا باعث حسن یا احسان ہے یہ دونوں چیزیں ہیں جنکی وجہ سے محبت جوش مارتی ہے پس جبکہ انسان کو خدا تعالے کے حسن اور احسان کا علم ہوتا ہے اور وہ اسبات کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ ہمارا خدا اپنی نامحدود ذاتی خوبیوں کی وجہ سے کیسا حسین ہے اور پھر کس طرح پر اوسکے نامتناہی احسان ہم پر احاطہ کر رہے ہیں تو اس علم کے بعد بالطبع انسان کی وہ محبت جو ازل سے اسکی فطرت میں مرکوز ہے جوش مارتی ہے اور جیسا کہ خدا تعالے سب سے زیادہ جمال باکمال سے متصف اور متواتر احسان اور فیضان کی صفت سے موصوف ہے ایسا ہی بندہ جو اسکا طالب ہے بعد معرفت ان صفات کے اس سے ایسی محبت کرتا ہے کہ کسی کو اس کا ثانی نہیں سمجھتا تب نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر اسکو واحد لاشریک جانتا ہے اور اسکی خوبیوں اور اخلاق کا عاشق ہو جاتا ہے اور گو محبت الہی کا تخم ازل سے انسان کی سرشت میں رکھا گیا تھا مگر اس تخم کی آبپاشی معرفت ہی کرتی ہے کیونکہ کوئی محبوب بجز معرفت کے اور بجز تجلیات حسن اور جمال اور اخلاق اور وصال کے کسی عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا - اور جب معرفت تامہ حاصل ہو جاتی ہے تبھی وہ وقت آتا ہے کہ محبت الہی کا ایک چمکتا ہوا شعلہ انسان کے دل پر گرتا ہے اور یکدفعہ اس کو خدا تعالے کی طرف کھینچ لیتا ہے تب انسانی روح محبوب ازلی کے آستانہ پر عاشقانہ انکسار کے ساتھ گرتی ہے اور حضرت احدیت کے دریائے ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر ایسی پاک و صاف ہو جاتی ہے کہ تمام سفلی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور ایک نورانی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تب وہ روح ناپاک باتوں سے ایسی ہی نفرت کرتی ہے جیسا کہ خدا تعالے کو نفرت ہے اور خدا کی رضا اسکی رضا ہو جاتی ہے اور خدا کی خوشنودی اسکی خوشنودی ہو جاتی ہے - لیکن جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں اس اعلے درجہ کی محبت کے جوش مارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سالک جو خدا تعالی کی طلب میں ہے خدا کے حسن اور احسان پر بخوبی اطلاع پاوے اور درحقیقت اس کے دل میں ذہن نشین ہو جاوے کہ خدا تعالے اپنی ذات میں وہ خوبیاں اور حسن و جمال رکھتا ہے کہ جن کی کوئی انتہا نہیں اور ایسا ہی اسقدر اسکے احسان ہیں اور اسقدر احسان کرنے کے لئے وہ طیار ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں - اور خدا تعالے کا شکر ہے کہ اس کامل معرفت کا سامان اس امت کو کامل طور پر دیا گیا ہے اور ہم خدا تعالی کی خوبیوں کے بیان کرنے میں اسکی جناب میں شرمندہ نہیں ہیں* اور جہانتک خوبی تصور میں آسکتی ہے ہم وہ تمام خوبیاں خدا تعالے کی ذات اور صفات میں مانتے ہیں نہ ہم آریوں کی طرح یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالے کسی روح یا کسی ذرہ کے پیدا کرنے پر قادر نہیں اور نہ انکی طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ ایسا بخیل ہے کہ نجات ابدی کسی کو دینا نہیں چاہتا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دینے پر قادر نہیں اور نہ ہم آریہ سماج والوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالے کی طرف سے وحی کا دروازہ بند ہے اور نہ ہم اُن کی طرح یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسا سخت دل ہے کہ کسی بندہ کی توبہ قبول نہیں کرتا اور ایک گناہ کیلئے کروڑہا جونوں میں ڈالتا رہتا ہے اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے پر قادر نہیں - اور نہ ہم عیسائیوں کیطرح یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں مر بھی گیا تھا اور یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار بھی ہوا اور زندان میں بھی داخل کیا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا اور وہ ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اوسکے اور بھائی بھی تھے - اور نہ ہم عیسائیوں کی طرح نعوذ باللہ یہ کہتے ہیں - کہ وہ ہمیں دن کے لئے گناہوں کا بھار اتارنے کے لئے دوزخ میں بھی گیا تھا اور وہ اپنے بندوں کو گناہوں سے نجات نہیں دے سکتا تھا جب تک آپ انکے عوض نہ مرتا - اور تین دن کیلئے دوزخ میں نہ جاتا - اور نہ ہم عیسائیوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب خدا تعالے کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالے سورۂ فاتحہ میں ہمیں تمام نبیوں کی متفرق نعمتوں کے وارث ٹھہراتا ہے اور اس امت کو خیر الامم قرار دیتا ہے - پس بلا شبہ خدا تعالے کا حسن اور احسان جو سرچشمہ محبت کا ہے سب سے زیادہ اوس پر ایمان لانا ہمارے حصہ میں آگیا ہے اور مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو اس کے کمال حسن اور احسان کے انکاری ہیں ایک طرف تو اوسکی مخلوق کو اسکی صفات خاصہ میں حصہ دار ٹھہرا کر توحید باری پر دھبہ لگاتے ہیں اور اوس کے حسن وحدانیت کی چمک کو شراکت غیر سے تاریکی کے ساتھ بدلتے ہیں اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جنکے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسی ؑ نبی

- - -

زندہ چراغ تھا جسکی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح ابن مریم بھی کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسی ؑ کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لیکر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا - مگر ہمارے سید و مولی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت

ماکان محمد ابا احد من رجالکم

نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی اور خدا تعالے کا یہ قول ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین بے معنے رہا - ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اوسکے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جسکے رو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہو گی اور آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہو گا - غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جنکو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اسکی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کیطرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں - پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو

---

* جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں معرفت تامہ جناب الہی کی بجز وحی الہی اور مکالمہ اور مخاطبہ حضرت احدیت اور ایسے عظیم الشان نشانوں کے جو وحی الہی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خدا تعالے کی اوس قدرت پر دلالت کریں جو اسکی الوہیت اور جبروت کا کھلا کھلا نشان ہو حاصل نہیں ہو سکتی وہی معرفت ہے جس کے حق کے طالب بھوکے اور پیاسے ہوتے ہیں وہی معرفت ہے جس کے پانیکے بغیر وہ مر ہی جاتے ہیں پس کیا وہ معرفت اسلام میں موجود نہیں اور کیا اسلام ایک خشک اور مردہ مذہب ہے لعنت اللہ علی الکاذبین بلکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ ہے اور اپنے پیرو کو زندگی بخشتا ہے وہی ہے جو اسی دنیا میں ہمیں خدا دکھلا دیتا ہے اسکی برکت سے ہم وحی الہی پاتے ہیں اور اس کی برکت سے بڑے بڑے نشان ہم سے ظاہر ہوتے ہیں دنیا کے تمام مذہب مر گئے انمیں کچھ بھی برکت اور روشنی نہیں انکے ذریعہ سے ہم خدا کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتے انکے ذریعہ سے ہم خدا کے معجزانہ کام نہیں دیکھ سکتے - کوئی ہے!! جو ان برکات میں ہمارا مقابلہ کرے - منہ -

* ایک عیسائی یہ بات کہکر کہ اوس کا خدا کسی زمانہ میں تین دن تک مرا رہا تھا کس درجہ اندر ہی اندر اپنے اس قول سے ندامت اٹھاتا ہے اور کسقدر خود روح اسکی ملزم کرتی ہے کہ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے اور جو ایک مرتبہ مر چکا - اوسپر کیونکر بھروسہ کیا جائے کہ پھر نہیں مریگا پس ایسے خدا کی زندگی پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کیا معلوم کہ شاید مر ہی گیا ہو کہ اب زندوں کے اوس میں آثار نہیں پائے جاتے اور اپنے خدا خدا کرنے والوں کو کوئی جواب نہیں دے سکتا کوئی معجزانہ کام نہیں دکھلا سکتا پس یقینا سمجھو کہ وہ خدا مر گیا ہے اور سری نگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے - رہے آریہ سماج والے سو انکی روحوں کا تو کوئی خدا ہی نہیں وہ خود بخود قدیم سے چلی آتی اور انادی ہیں - منہ

* مسلمانوں کو خاص کر اہل حدیث کو توحید کا تو بڑا دعوی تھا مگر افسوس آخر بھی یہ مثل صادق آئی کہ مچھر چھانتا اور اونٹ نگلنا کیا ایسے لوگوں کو ہم موحد کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خدا تعالی کی طرح وحدہ لاشریک سمجھتے ہیں وہی ہے جو مع جسم عنصری زمین پر آئیگا اور اوسی نے پرندے پیدا کئے - ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کافروں نے قسمیں کہا کر بار بار سوال کیا کہ آپ مع جسم عنصری آسمان چڑھ کے دکھلا دیں ہم ابھی ایمان لائیں گے اون کو جواب دیا گیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا - یعنی اونکو کہدے کہ میرا خدا عہد شکنی سے پاک ہے اور میں جب اسکے قول کے مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا کیونکہ یہ امر خدا کے وعدہ کے برخلاف ہے - وجہ یہ کہ وہ فرماتا ہے کہ فیہا تحیون و فیہا تموتون ولکم فی الارض مستقر - پس کیا ہم سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر پہونچانے کے وقت خدا تعالے کو اپنا یہ وعدہ یاد نہ رہا یا عیسیٰ بشر نہیں تھا اگر عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر گیا ہے تو قرآن کے بیان کے رو سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ بشر نہیں تھا - پھر دوسری طرف ان مدعیان اسلام نے دجال کے بھی وہ صفات بیان کئے ہیں جن سے اسکا خدا ہونا لازم آتا ہے یہ توحید اور یہ دعوے - افسوس -

نعوذ باللہ آپکی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی - مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپکا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈالکر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے - اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپکا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا - اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا جس نے دعا تو یہ سکھلائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیئے جائینگے - بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو ہشیار ہو جاؤ کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اسکی طرف دعوت کر سکتے ہو کیا اس مذہب کی لاش جاپان لیجاؤ گے یا یورپ کے سامنے پیش کرو گے اور ایسا کون بے وقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہو جائیگا جو بمقابلہ گذشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موسیٰ کی ماں اور مریم کو مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اے نادانو !! اور آنکھوں کے اندھو !!! ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولےٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رو سے تمام انبیاء سے سبقت لیگئے ہیں کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے - اسی لئے باوجود آپ کے اس فیضان کے اس امت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے بلکہ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنےٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے جیسا کہ اُس نے اس عاجز کو بنایا -

اب پھر ہم اپنے اس کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ اسلام نے جو طریق نجات کا پیش کیا ہے - اسکی فلاسفی یہ ہے اور انسان کی فطرت میں قدیم سے ایک طرف تو ایک زہر رکھا گیا ہے جو گناہوں کی طرف رغبت دیتا ہے اور دوسری طرف قدیم سے انسانی فطرت میں اس زہر کا تریاق رکھا گیا ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت ہے - جب انسان بنا ہے یہ دونوں قوتیں اسکے ساتھ چلی آئی ہیں - زہرناک قوت انسان کے لئے عذاب کا سامان طیار کرتی ہے اور پھر تریاقی قوت جو محبت الٰہی کی قوت ہے وہ گناہ کو یوں جلا دیتی ہے جیسے کہ خس و خاشاک کو آگ جلا دیتی ہے - یہ ہرگز نہیں کہ گناہ کی قوت جو عذاب کا سامان تھی وہ تو قدیم سے انسان کی فطرت میں رکھدی گئی ہے لیکن گناہوں سے نجات پانیکے لئے جو سامان ہے وہ کچھ تھوڑی مدت سے پیدا ہوا ہے یعنی صرف اسوقت سے جبکہ یسوع مسیح نے صلیب پائی - ایسا اعتقاد وہی قبول کریگا جو اپنے دماغ میں ایک ذرہ عقل سلیم نہیں رکھتا بلکہ یہ دونوں سامان قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا انسانی فطرت کو دیئے گئے ہیں - یہ نہیں کہ گناہ کے سامان تو پہلے سے خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھدیئے مگر نجات دینے کی دوا

دہلی میں کسر صلیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - والانامہ اخویم حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ جس کے نیچے آپ نے بھی تحریر فرمایا تھا معہ جناب کے دوسرے پوسٹ کارڈ کے صادر ہوا - قبل اس کے کہ میں حالات مباحثہ ہر دو بدھ عرض کروں اپنا عذر درباره تاخیر جواب پیش کرلوں - اور وہ یہ ہے کہ میں بدھ گذشتہ کو جلسہ سے فارغ ہو کر میرٹھ میں بخدمت اخویم ذوالفقار علیخان صاحب چلا گیا تھا اور وہاں سے دوسرے بدھ کو یعنی بروز جلسہ مباحثہ واپس دہلی کو آیا اس لیے کوئی خط مفصل حالات کی بابت نہیں لکھ سکا اس معافی چاہتا ہوں کہ اس عدم موجودگی کے باعث آپ کو انتظار شدید کی تکلیف گوارا کرنی پڑی - آمدم بر سر مطلب پہلے بدھ کو حسب وعدہ احمد مسیح نے میری دلیل کا یہ جواب دیا کہ مسیح نے دعا تو بیشک پیالہ کے ٹلنے کے واسطے مانگی مگر وہ پیالہ موت کا پیالہ نہ تھا بلکہ وہ تکالیف اور جانکنی وغیرہ بوجہ خوف بتقاضاء بشریت مسیح پر قبل اس صلیبی موت کے ہو رہی تھی اُس کے ٹلنے کے واسطے دعا تھی اور وہ دعا اُس کی قبول ہوگئی کہ اسکو تحمل اور برداشت کی قوت مل گئی - صلیبی موت سے اُس نے انکار نہیں کیا اور بڑے استقلال سے اُس پر جان دی

میرا جواب - چونکہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح صلیبی لعنتی موت سے بچایا گیا اور اس کی دلیل میری جانب سے یہ پیش ہوئی کہ اُس نے اس پیالہ کے ٹلنے کے واسطے نہایت زاری اور بیقراری سے منہ کے بل گر گر کر تین بار رات بھر دعائیں مانگیں اور وہ دعا بموجب انجیل قبول ہوگئی اور اُسوقت جو وعدہ الٰہی اُسکے ساتھ ہوا تھا جسکو کلام پاک نے بیان کیا ہے کہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیہ - اور انجیل نے ان لفظوں سے اقرار کیا ہے کہ ایک فرشتہ اُسکو دکھلائی دیا جو اُسکو تقویت دیتا تھا - اور زبور میں پیشگوئی بھی حسب اقرار نصاریٰ یہ موجود ہے کہ "تو نے میری سن کے بچایا ہے میں اپنے بھائیوں میں تیرا نام بیان کروں گا اور مجمع میں تیرا ثناخواں ہوں گا زبور ۲۲ - $\frac{۲۱}{۲۲}$ تو اس سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ مسیح صلیبی موت سے ضرور بچایا گیا - مگر احمد مسیح کو صلیبی موت کا ہی نشہ چڑھا ہوا ہے اور اس دلیل کو توڑ نہیں سکے بلکہ اسکی ایسی رکیک اور بیہودہ تاویل یا تحریف کرتے ہیں جو بالکل متکلم کے منشا اور عقل سلیم کے خلاف ہے آپ کو دعا مانگنے کا اور اُس کے قبول ہونے کا تو اقرار ہے مگر نفس دعا میں انکار ہے کہ وہ کیا دعا تھی آپ کی عقل نے یہ تجویز کیا ہے کہ وہ پیالہ موت کا نہ تھا بلکہ موت سے پہلے جو مصائب اور تکالیف اور تشدد از دست یہود وغیرہ اسکو پہنچ رہی تھیں یا پہونچنے والی تھیں اُن کے برداشت کرنے کے واسطے دعا مانگی تھی اور چونکہ اُسکو قوت برداشت و تحمل و بُردباری مل گئی اسلیے وہ دعا قبول ہوگئی -

اس بیان احمد مسیح سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ جو دعا اُس نے مانگی تھی وہی قبول ہوگئی - اب اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ وہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تھا جس کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تھی تو احمد مسیح کو لامحالہ یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ قبول ہوگئی کیونکہ قبولیت دعا سے انکو انکار نہیں ہے اور نہ دعا مانگنے سے انکار ہے اور نہ پیالہ ٹلنے کی دعا سے انکار ہے - صرف تعین پیالہ میں لیت و لعل ہے - اب میں اس کے ثابت کرکے دکھلانیکی کوشش کرتا ہوں کہ وہ پیالہ لعنتی صلیبی موت کا پیالہ تھا نہ کہ جیسا احمد مسیح کہتا ہے کہ دکھ درد مصیبت جانکنی وغیرہ کا پیالہ - انجیل متی کی تفسیر مصنفہ پادری آر کلارک اور پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۴۷۱ پر اس پیالہ کو موت کا پیالہ لکھا ہے - چنانچہ عبارت یہ ہے - "میرے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جاوے" یعنی یہ کام جس کے پورا کرنے کو میں آیا ہوں اگر کسی دوسرے طور سے ہوسکے تو مجھ سے گذر جاوے یعنی ایسی سخت موت کا پیالہ " انتہی بلفظہ بقدر الحاجۃ -

اب احمد مسیح بتلائیں کہ آپ نے جو پیالہ معین فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا مارٹین کلارک اور پادری عماد الدین نے جو معین کیا ہے یعنی موت کا پیالہ وہ درست ہے - دوسری دلیل کہ یہ پیالہ لعنتی صلیبی موت کا پیالہ تھا یہ ہے انجیل مرقس $\frac{۳۵}{۱۴}$ کہ اگر ہوسکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹلجائے انتہی بقدر ضرورۃ -

کیا اس گھڑی سے مراد صلیبی موت کی گھڑی نہیں ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آج یہ گھڑی ٹالدے پھر کسی دوسرے موقعہ پر اسگھڑی کو سے آنا - ضرور ماننا پڑے گا کہ گھڑی سے مراد سوائے صلیبی موت کے پیش آنے والی گھڑی کے اور کوئی مراد نہیں ہوسکتی ٭

تیسری دلیل کہ یہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تھا - عبرانیوں $\frac{۷}{۵}$ میں لکھا ہے کہ مسیح نے اُس سے دعائیں مانگیں جو اسکو موت سے بچانے پر قادر تھا - یہ جملہ خوب مؤید ہے اس امر کا کہ بیشک صلیبی موت سے بچنے کے واسطے اُس قادر توانا سے دعا مانگی تھی جو اسکو صلیبی موت سے بچا سکتا تھا - ورنہ اس قدرت قادر کا دعا کی قبولیت کے بارہ میں ذکر بیمحل ہے اگر محض مصیبتوں کی برداشت کے لیے بقول حافظ صاحب دعا تھی تو یہ کہنا مناسب تھا کہ اُس خدا سے دعا مانگی جو اسکو مصیبتوں کی برداشت کی قوت عطا کرنے پر قادر تھا - یا جو توفیق صبر عطا فرما سکتا تھا نہ یہ کہ جو مسیح کو موت سے چھڑانے پر قادر تھا - اس جملے نے تعین کردیا کہ وہ موت صلیبی سے بچنے کے واسطے دعا کرتا تھا اُس خدا سے جو اسکو موت سے بچانے پر قادر تھا - اسمیں احمد مسیح کو خصوصاً اور سامعین کو عموماً غور کرنا چاہیے کہ کیسا صاف اقرار موجود ہے کہ جو اسکو (یعنی مسیح کو) موت سے صلیب کی لعنت سے چھڑانے پر قادر تھا اُس سے مسیح نے اس موت سے بچنے لعنتی پیالہ موت کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تھی اس کے بعد احمد مسیح نے دوسرے طور پر تحریف کرکے پیالہ سے مراد یہ بیان کی ہے کہ دراصل مسیح چونکہ اب کے ساتھ عہد کر آیا تھا کہ میں تمام جہان کے گناہ کو اُٹھاؤں گا اور سب کی لعنت اپنے اوپر لیکر کفارہ جہان والوں کا ہو جاؤں گا اسلیے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں خوف اور دہشت صلیب سے یا گناہوں کی سخت گرانباری سے میری جان صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی نہ نکل جاوے اور غرض میرے آنے کی جو کفارہ کی ہوں کا ہے وہ پوری نہ ہو بس خود اگر دعا مانگی کہ اے باپ اس جانکنی اور خوف دہشت سے مجھے بچا اور یہ دہشت کا غلبہ اور گناہوں کا بوجھ میری جان پر پڑا ہے اُسکو ٹالدے ایسا نہو کہ صلیب کی لعنت سے جو میرا اصلی فرض ہے میں بچکر صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی مر جاؤں اور کفارہ برباد ہو جاوے پس خدا نے اُسکو تمام تکلیفوں سے بچا کر بوجہ استقلال بچا کر صلیب پر موت دی یہی اُسکی دعا تھی - یہ تقریر احمد مسیح کی سنکر جسقدر مجمع کی طرف سے قہقہہ لگا وہ دیکھنے کے قابل تھا جس سے احمد مسیح ندامت کے مارے عرق عرق ہوگیا اس کے جواب میں نیاز مند نے اول یہ نظم پڑھی جو اُسکی کے واسطے مناسب تھی

ابھی سے آہ آہوں کا ابھی سے شغل نالوں کا
تماشا دیکھتے جاؤ ذرا تم اس کی چالوں کا
یہ مانا تم بڑے واعظ ہو اور جادو بیاں بھی ہو
جواب آساں نہیں یہ حافظ مگر میرے سوالوں کا
ترے اس وعظ گوئی کی یہ ادنیٰ بات ہے تیرا وعظ
کہ ہر ہر بات پر ایک قہقہہ ہے دلی والوں کا
کسی کے کہنے سننے پر یہ اترانا نہیں اچھا
ذرا سوچو بگڑتا کیا ہے کہنے سننے والوں کا

٭ چند دیندار مسلمان احمد مسیح کو ڈھارس بندھا کر اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف کہتا رہے اور لوگوں کو عاجز (قاسم علی) کے برخلاف بھڑکا کر کچھ کامیابی حاصل کرے مگر خدا تعالیٰ کی شان احمد مسیح تمام زور لگا چکا ہر ایک چال اور فریب

اور بجائے اسکے کہ تمہاری آنکھیں دنیا کے مال پر فریفتہ ہیں اگرچہ قمار بازی سے ہی لیا جائے بلکہ چاہیے کہ محمدی مسیح کے سلسلہ میں داخل ہو جو اماماکم منکم اور نقد برکات پیش کرتا ہے آیندہ اختیار ہے - الراقم مرزا

مصیبت جسقدر آئی تمھاری جان پر آئی
نہ بگڑا کہنے والوں کا نہ بگڑا سننے والوں کا
یہ عیسائی تو کوسوں بھاگتے ہیں نقص مطلب سے
بہت مشکل ہے صاحب رام کرنا ان نفوروں کا

اور پھر یہ جواب دیا - کہ اس تقریر کے باطل ہونے پر یہی تقریر دلیل بطلان ہے کیونکہ پیالہ جس کے ٹلنے کے واسطے مسیح نے دعا کی وہ ایک چیز ہے لیکن نہیں کہ جو اناپ شناپ جان چھڑانے کے واسطے یاد آجاوے وہی پیالہ کی مراد اور مطلب سمجھ لیجاوے جبکہ میری مندرجہ بالا دلائل کو جو پیالہ کو تعین میں نے کلارک صاحب اور عماد الدین اور مرقس و عبرانیوں سے بیان کی ہیں احمد مسیح نہ توڑ سکے نہ اس کے ساتھ کسی طریق سے معارضہ پیش کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنی پہلی بات کو چھوڑ کر ایک دوسری بات ایجاد بندہ بیان کردی تو معلوم ہوگیا کہ میرا دعویٰ یعنی پیالہ سے مراد صلیبی موت کا پیالہ تھا ثابت رہا اور ان کی تقریر بالکل لغو ورنہ احمد مسیح اقرار کریں کہ وہ دس پانچ پیالے تھے جنکے ٹلنے کے لیے درخواست تھی اُنہی سے ایک یہ پیالہ تھا جو میں نے تعریف نمبر ۲ میں بیان کیا مگر وہ ہرگز نہیں کر سکتے ورنہ میرے تعاقب کو اٹھا سکتے ہیں - یہ عجیب لغز گوئی ہے کہ پہلے اس پیالہ کو جان کنی اور مصائب کا پیالہ قرار دیا جب اسکی تردید مخالفین کی کتب سے ہوگئی اور ساتھ ہی یہ ثابت کردیا گیا کہ وہ پیالہ صلیبی موت کا پیالہ تھا تو پھر آپ نے بجائے اسکے کہ میری دلائل کو توڑ کر دکھلاتے اور اپنے دعوی کو کہ وہ پیالہ مصائب اور جانکنی کا پیالہ تھا براہین معقول و منقول سے ثابت کرتے آپ نے دم بخود ہو کر اپنا پہلا دعویٰ تو چھوڑ دیا جو صریح اسبات کی دلیل ہے کہ میری پیش کردہ دلائل سے وہ باطل ہوگیا تھا مگر حق کے قبول کی توفیق نہ پاکر بغیر جواب میری دلائل کے اور ایک دعویٰ کر دیا کہ وہ پیالہ دراصل خوف اور دہشت سے مرجانے کا تھا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ بغیر صلیب پر چڑھائے جانے اور صلیبی لعنتی موت پانے کے میں پہلے ہی مرجاؤں - جیسا کہ پہلا دعویٰ غلط تھا ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ دعویٰ غلط ہے - اس کی ضرورت نہ تھی کہ میں اسپر تقریر کرتا کیونکہ سامعین کا قہقہہ اور حافظ صاحب کا اُسپر نادم اور پشیمان ہونا اور پہلے دعوے کو چھوڑ دینا ہی اسکے باطل ہونے کے واسطے کافی تھا مگر تاہم میں تا بخانہ پہونچانے کو بھی طیار ہوں - سُنیے آپ کا یہ دعویٰ اسلیے بھی غلط ہے کہ اول تو وہی پچھلی دلیلیں جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس کی تردید کرتی ہیں دم ان تعین ہو چکا ہے کہ وہ صلیبی موت کا پیالہ تھا پھر یہ دعویٰ آپ نے کہاں سے گھڑ مارا اسکا ثبوت عقلی یا نقلی آپ کے پاس کیا ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ پیالہ سے مراد وہ غلبۂ دہشت تھا جو صلیبی موت سے پہلے مارے ڈالتا تھا - کیا کسی آپکے مفسر نے لکھا ہے یا کسی اور فرقہ عیسائی نے یہ مانا ہوا ہے آخر اس کے منوانے کے لیے کوئی دلیل بھی ہے یا نہیں افسوس ہے کہ ہر بات احمد مسیح کی محض دفع الوقتی کے طور پر ہوتی ہے اور نتیجہ اُسکا صفر - دیکھو آپ کے برادر اکبر اور پولوس کے برادر اصغر اکبر مسیح نے رسالہ محبت عیسوی کے صفحہ ۱۳۰ پر اس دعا کا لا یعنی جواب دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ "مسیح نے موت کی سختی سے اور جسمانی عذاب کی تلخی سے دعا کی تھی" اب فرمائیے کہاں آپکا بیان کہ صلیبی موت سے پہلے ہی جان نہ نکل جائے مارے خوف کے یہ دعا تھی اور کہاں اکبر مسیح کا کہنا جس کے بھروسہ پر آپ بول رہے ہیں کہ "موت کی سختی اور جسمانی عذاب کی تلخی سے امان مانگی تھی" مسٹر پارٹن صاحب فیصلہ کریں اس امر کا کہ ڈین کلارک اور عماد الدین تو اسکو موت کا پیالہ قرار دیتے ہیں - اکبر مسیح "جسمانی عذاب کی اور موت کی سختی سے بچنے کے واسطے دعا کرتی تھی" بیان کرتا ہے احمد مسیح کہتا ہے کہ "مسیح کو بوجہ سخت شدت بار گناہوں کی جان کنی تھی اور اسلئے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اس خوف سے ہی جان نہ نکل جائے اور صلیب پر معراج پانا نصیب ہی نہ ہو اسلیے دعا کی تھی کہ معراج صلیبی نصیب ہووے پہلے ہی خوف معراج سے دم نہ نکل جاوے" ان میں کس کا بیان سچا انجیل و عقل و واقعات کے مطابق ہے اور کون ان میں جھوٹا ہے - مگر پارٹن صاحبکو آپ جانتے ہیں کہ کس دل و دماغ کے مشنری ہیں کہ سوائے گھنٹی بجانے کے اور کچھ جانتے ہی نہیں - وہ چُپ رہے - احمد مسیح نے پھر اس لغو تقریر کو چھوڑ کر ایک تیسری بات پیش کی جو ان ہر دو سے بڑھ چڑھ کر تھی وہ یہ کہ مسیح نے پیالہ ٹالنے کی ہی دعا نہیں کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ ای باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ ٹل جائے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو - یعنی جو تیری مرضی ہے وہ میری مرضی ہے وہی پوری ہونی چاہیے - پس باپ کی مرضی یہی تھی کہ وہ جہان کے واسطے کفارہ ہو کر صلیب پر لعنت اٹھا کر جان دے باپ نے اسکو اطلاع دیدی کہ میری یہی مرضی ہے اسلیے مسیح صلیب پر خوشی سے لٹک کر مرگیا اور باپ کی مرضی کا معلوم ہو جانا اور اُس کی مرضی کے موافق بیٹے کا مرنا ہی قبولیت دعا تھی کہ صلیب سے بچایا جانا - اسکے جواب میں مندرجہ ذیل نظم میں نے پڑھا - غزل

اے منکرو خدا کے غضب سے ڈرو ذرا
دل میں تمھارے کچھ بھی جو خوف اِلہ ہے
انکار سچی باتوں سے اللہ کی پناہ
ایسے عمل سے آپ کے سو سو گناہ ہے
سچے نبی کو لعنتی مصلوب تم کہو
بتلاؤ اس سے بڑھ کے بھی کوئی گناہ ہے
حق نے بچا لیا اُسے قتل صلیب سے
دی موت اُسکو داخل جنت وہ مقام ہے
انکار سے تمھارے بگڑتا ہے میرا کیا
میری طرف خدا کی کرم کی نگاہ ہے
گر آرزو ہے دل میں کہ اصلاح عام ہو
کچھ کر دکھائیے کہ یہ وقت رفاہ ہے
جو کچھ کیا ہے میں نے وہ مجھ سے تو پوچھیے
میرے کیے کا سارا یہ مجمع گواہ ہے
تم سے نہ کچھ بنے تو پکارو مسیح کو
وقت مدد ہے آج یہ ہنگامہ گاہ ہے
اب تو نبی نہیں ہیں وہ ہیں آپ ہی خدا
حق کی ہر ایک بات پہ یاں واہ واہ ہے

بعد اس کے میں نے یہ جواب دیا کہ مسیح نے باپ کی مرضی دریافت کرنے کے واسطے اگر دعا مانگی تو یہ بالکل انجیل کے اور تمھارے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ بیٹا ازل سے ہی خودکشی کا بیڑا اُٹھائے ہوئے تھا اور اسکو بموجب انجیل یہ معلوم تھا کہ میں دشمنوں کے حوالہ کیا جاؤں گا وہ مجکو قتل کرینگے اور میں پھر تیسرے دن جی اُٹھوں گا باوجود اس امر کے معلوم ہونے کے پھر مرضی کا معلوم کرنا چہ معنی دارد +

دوم مارٹین کلارک اور عماد الدین انجیل متی کی آیت ۳۹ باب ۲۶ کی تفسیر میں بصفحہ ۱۶۲ یہ لکھتے ہیں "وہ مرنے کو آیا تھا اور اُس نے اپنے باپ سے عہد باندھا تھا" (بقدر حاجت) پھر آج مرضی معلوم کرنے بیٹھا تھا یہ بالکل خلاف انجیل اور مسلمات عیسائیوں کے ہے - اُسکو تو بقول آپکے پہلے ہی سے باپ کی مرضی معلوم تھی کہ ایسا ظالم باپ بغیر مارے نہیں چھوڑے گا -

سوم یہ دعا اُسکو یوں مانگنی چاہیے تھی کہ اے باپ مجھے تیری مرضی معلوم نہیں کہ صلیب کی موت میرے واسطے مقدر ہے یا کیا پس مجھے اپنی مرضی سے اطلاع بخش - نہ یہ کہ اے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے اور یہ گھڑی ٹل جاوے -

چہارم یہ دعویٰ بھی آپ کا مارٹین کلارک اور عماد الدین اور اکبر مسیح کے خلاف ہے پس یا تم جھوٹے یا وہ سب جھوٹے - اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور آئندہ بدھ کو جواب دینے کا وعدہ کیا جسکو ذیل میں درج کرتا ہوں +

یہ جلسہ پانچواں جلسہ ہے جو ۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو بروز بدھ ۵ بجے شام کے بکرسٹھ ہال میں ہوا - اس روز جو ہجوم لوگوں کا تھا وہ قابل دید ہی تھا آئے مسلمان ہندو و مولوی عبد المجید مولوی محمد حسین کوٹلے والے طلبا مدرسہ طبیہ و دیگر مدارس عربی و اہلکاران ضلع و طلبا انگریزی سکول اور عوام و خواص مگر تعلیم یافتہ گروہ وغیرہ کا مجمع کثیر تھا یہانتک کہ کوئی جگہ نہ بیٹھنے کے واسطے نہ کھڑے ہونے کی ہال میں باقی رہی تھی ناچار لوگ سڑک پر جمع ہو کر کھڑے ہوگئے تھے - اب احمد مسیح نے پہلے یہ تقریر بیان کی کہ صاحبو پانچ ہفتہ سے یہ مباحثہ درمیان میرے اور سید صاحب کے جاری ہے میں نے یہ دعوی کیا تھا کہ مسیح مصلوب ہوا اور صلیب پر ہی مرگیا اور اسکا صلیب پر مرنا عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر ہے تمام عمارت مذہب عیسائی کی اسی پر کھڑی ہے اگر یہ بنیاد اس کی ایسی کمزور ہوتی تو یہ عمارت آج تک نہ قائم رہتی یہ سچ ہے کہ اگر مسیح کا صلیب سے زندہ اُترنا ثابت ہو جاوے تو مسیحی مذہب کا مرجانا بلا دلیل و بحث ثابت ہو جاوے گا - اسلیے جسقدر ثبوت مسیح کے صلیب پر مرجانے کے ہیں اسقدر ثبوت کسی دوسرے مذہب میں کسی اصول کی بابت موجود نہیں ہیں سب سے بڑا ثبوت صلیبی موت کا یہودیوں کی جو دشمنان مسیح سے تھے گواہی ہے دوسری گواہی پیلاطوس گورنر کی ہے تیسری گواہی صلیب دینے والوں کی ہے چوتھی گواہی آج تک کے دیندار عیسائیوں کی ہے پانچویں گواہی مسلمانوں کی ہے کہ تمام مسلمان آج تک مانتے آئے ہیں کہ ایک شخص شبیہ عیسیٰ صلیب پر چڑھایا گیا اور وہ صلیب پر مارا گیا مسیح کو خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا - چونکہ قاسم علی صاحب صلیب پر مسیح کو ہی چڑھایا جانا مانتے ہیں اس لیے انپر یہ حجت ہے کہ جو صلیب پر چڑھا تھا وہ مارا گیا تھا مسلمان اسکو شبیہ کہیں یا کچھ مگر اُسکے مارے جانیکے اقراری ہیں اور آپ اُس کو شبیہ نہیں کہتے اصل مسیح کو ہی صلیب پر چڑھائے جانیکے اقراری ہیں اس لیے اُسکا مرنا ضرور ثابت ہوگیا لہذا یہ پانچویں گواہی بھی ایک زبردست دلیل موت صلیبی کے واسطے ہوگئی -

لعنت سے بچانیکے واسطے موت صلیبی سے انکار کیا جاتا ہے مگر انکار موت سے لعنت سے مسیح نہیں بچایا جا سکتا کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور مسیح کا صلیب پر لٹکایا جانا جبکہ مسلم ہے تو بموجب اس آیت کے وہ لعنتی تو

ہو گیا اب موت کے بچنے کے دلائل ڈھونڈنا لاحاصل ہے اگر وہ زندہ بھی اتر آوے تو تب بھی لعنتی تو قرار پا چکا۔

اگر دراصل وہ زندہ تھا مگر سبکو وہ مردہ نظر آیا تو اس حقیقی زندگی کا ثبوت خدا نے کچھ نہیں بتلایا مردہ ہی دکھلایا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کر لیا مردہ ہی سب مانتے چلے آتے ہیں۔ آج تیرہ سو برس بعد مسلمان تو میں اور دو ہزار برس بعد مسیح سے مرزا صاحب کو خلاف توریت خلاف انجیل خلاف یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے خلاف قرآن شریف کے الہام ہوا کہ وہ مردہ سا تھا کالمقتول تھا اس بیان و الہام مرزا صاحب کو نہ عیسائی قبول کر سکتے ہیں نہ یہودی نہ مسلمان۔ سید صاحب نے جو مسیح کے دعا مانگنے کو دلیل حیات مسیح قرار دیا ہے یا لکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا انبیاء کے واسطے لازمی نہیں ہے بہت سی دعائیں آنحضرت صلعم کی بھی قبول نہیں ہوئیں تو مسیح کی صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔

پنجم دعا کے قبول ہونیکا بھی بیان کسی انجیل میں نہیں ہے بلکہ عبرانیوں ۵ باب ، میں صرف یہ لکھا ہے کہ وہ دعا سُن لی گئی۔ جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب ہم کوئی دعا کرتے ہیں خدا فوراً سُن لیتا ہے جب ہم کلام کرتے ہیں خدا اُسی وقت اسکو سُن لیتا ہے۔ پس ادھر مسیح نے دعا مانگی ادھر خدا نے سُن لی یہ نہیں کہ قبول کر لی۔ سُن لینا اور قبول کر لینا برابر نہیں ہے۔ انتہی کلامہ

میرا جواب

اول میں نے مندرجہ ذیل نظم پڑھی۔ وہ یہ ہے

ہے پھر آج حافظ کو لایا مقدر
تنزل کا، سکے چڑھا سر پہ چکر
بہت سوچ کر آتے تھے آٹھ دن میں
گرے منہ کے بل آتے ہی کھا کے ٹھوکر
گئے دن جو اوروں کو للکارتے تھے
مرے سامنے کانپتے اب ہیں تھر تھر
طبیعت بھی کچھ ان کی گھبرا گئی ہے
مزاجوں میں بھی آگیا ہے تکدر
بھگاؤں گا یوں آج احمد مسیح کو
اڑا کر ہوا جیسے لے جائے چھپّر
وہ دل مضمحل جسکو سینہ میں اپنے
لیے بیٹھے ہیں یہ بزرگ معمّر
ہلا ڈالی ہے جنے بنیاد اس کی
عجب کشمکش میں ہیں مجبور و مضطر
اب ان کی خزاں کے وہ دن آگئے ہیں
جو اس باغ کے واسطے تھے مقرر
تم احمد مسیح اپنی ہمت نہ ہارو
ذرا دل کو مضبوط رکھو برادر
جو تم کو حمیت ذرا چھو گئی ہے
اگر تم پہ چلتا ہے غیرت کا منتر
تو اپنی بریت کی کچھ راہ سوچو
اب اکبر مسیح کو بلاؤ یہاں پر
اُسے ساتھ لے کر عِلے قدر طاقت
لگاؤ بہت زور پھر دونوں ملکر
مگر جان لو یہ نہ کچھ کر سکو گے
نہ موت صلیبی کا اُٹھے گا چھپّر
وہ پتھر کہ تھی جس پہ بنیاد مذہب
اُسے توڑ پھینکا ہے احمدؐ نے باہر
سنبھل جاؤ مذہب کی چھت اب گرے گی
نہ دیکر نکل جاسے سب کا کچومر

بعد ازیں یہ تقریر شروع کی۔ آج کا جلسہ احمد مسیح نے میری دلیل دعا مسیح کے جواب دینے کے لیے مقرر کیا تھا بدوہ گذشتہ کے جلسہ میں چونکہ بار بار مذبذبین کی طرح اناپ شناپ دعوی کرتے رہے جنکا جواب معقول ہونے کی وجہ سے اُنکو تسلیم کرنا پڑا یعنی ایک دعوی کو چھوڑ کر دوسرے کو لیا اسکی تردید کر دی تو تیسرے کو لیا اُسکی تردید بھی ہو چکی تھی اس جلسہ کے بقیہ جواب کا وعدہ کیا تھا جس سے مجھے ایک گونہ خوشی تھی کہ ہفتہ بھر تک یہ نہایت کوشش اور جانکاہی سے ضرور کوئی حقانی بات بیان کرینگے اور سامعین کی سمع خراشی اور تضیع اوقات سے باز رہیں گے مگر افسوس کہ کولہو کے بیل کیطرح اسی چکر میں باوجود ملنے مہلت کافی کے پڑے رہے۔ آج آپ نے پھر ایک دو سے گنتی شروع کر دی جسکو میں پچھلے دو جلسوں میں بڑی وضاحت سے باطل کر چکا تھا۔ چونکہ دلیلیں پرانی ہیں مگر اُپر قلعی کر کے پیش کیے جانے سے حافظ احمد مسیح نئی جان بیٹھے ہیں اس لیے میں بھی اس ملمع کی قلعی کھول دیتا ہوں۔ ذرا متوجہ ہو کر سامعین سنیں۔

آپ کی پہلی دلیل صلیبی موت کی یہ ہے کہ اس پر عیسائی مذہب کی عمارت کھڑی ہے اگر یہ کمزور ہوتی تو عمارت کبھی کی گر جاتی۔ اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ بودا ہوتا تو اتنی مدت تک نہ ٹھہرتا اس قدر زمانہ دراز تک اس کا قائم رہنا اسکی صداقت کی ایک دلیل ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ کوئی کلیہ قاعدہ ہے کہ کسی غلطی کا مدت تک قائم رہنا اُسکے صداقت کی دلیل ہو جاتی ہے تو اول آپ کو مسیح کی صداقت سے دست بردار ہونا چاہیے کیونکہ عیسائیوں سے بھی پہلے تمام یہود بنی اسرائیل مسیح کو اپنا بادشاہ داؤد کی تخت پر جلوہ فرمانے والا انکو مالامال کرنے والا غلامی سے چھڑانے والا سلطنت دلانے والا مانتے تھے اور اس عقیدہ کو وہ موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آجتک برابر اسی طرح مانتے چلے آتے ہیں اسکا ثبوت ؟ تفسیر انجیل متی مصنفہ کلارک ترجمہ عماد الدین صفحہ ۱۵ باب ۲ آیت ۱ میں ہے "وہ یہودیوں کو اپنے بادشاہ کی سخت انتظاری تھی اور غیر قوموں میں بھی اس کا چرچا اور اشتیاق تھا کہ کوئی بادشاہ دنیا میں آنیوالا ہے"۔ انتہی فقط۔

رسالہ ترقی اکتوبر ۱۹۰۲ء جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو مسیح کی مسیحائی کا ایک یہی تصور تھا کہ وہ قیصر روم وغیرہ سے تاج و تخت چھین لے اور بادشاہ بن بیٹھے اسپر مسیح نے انکو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تا کہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے روٹیوں کے انبار اور دودھ کی ندیاں تمہارے لیے جاری کرے اور تم بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی کی روٹی ہے۔ اسپر اُسکے شاگردوں میں سے بہت سے پھر گئے اور اسکے بعد اُسکے ساتھ نہ رہے۔ انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ

اب فرمایئے مسیح کی صداقت کا بنیادی پتھر یہود کے اعتقاد کی بموجب اُنکی حکومت و سلطنت ظاہری ہے جبکہ وہ حاصل نہیں ہوئی تو صداقت بزعم یہود باطل ہوگئی۔ کیا بقول آپ کے یہ قاعدہ یہاں جاری نہیں ہو سکتا کہ اگر مسیح صادق ہوتا تو ضرور حاکم ہوتا کیونکہ تمام یہود کے خیال میں اُسکی شناخت کا بنیادی پتھر اُسکی ظاہری سلطنت تھی اور اگر یہ خیال ایسا بودا ہوتا تو تمام یہود اس قدر عرصہ تک جسکو تین ہزار سال سے زیادہ گذرتا ہے اپنے عقیدہ کی بنیاد ایسے کمزور پتھر پر کیوں رکھتے اگر یہ بنیاد یہود کی ایسی کمزور ہوتی تو آجتک کبھی قائم نہ رہتی۔

دوم۔ آریہ صاحبان کو لو جو اپنا مذہب سارے جہان سے پہلے کا مانتے ہیں اور روح مادہ و پرمیشر تینوں کو خدا مانتے چلے آتے ہیں اور تناسخ یہی اُن کے مذہب کی بنیاد ہے اگر یہ بنیاد ایسی کمزور ہوتی تو آج تک یہ عمارت ہرگز قائم نہ رہتی۔

سوم مسلمانوں کو دیکھو وہ مسیح کو ایک بشر رسول نبی اللہ مانتے ہیں اگر یہ بنیاد ان کے عقیدہ کی ایسی کمزور ہوتی تو اب تک ہرگز قائم نہ رہتی۔ علی ہذا القیاس بیسیوں مثالیں پیش ہو سکتی ہیں۔ اپنا کلیہ آپ جاری کر کے اول دم نقد مسیح کو جھوٹا مان لیجیے ورنہ جو جواب آپ ان امور کا دینگے وہی آپ اسا اپنی بیتی کلیہ کا سمجھ لیجیے۔

چہارم یہود زمانہ دراز سے آجتک یہی مانتے ہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آسمان سے آکر اُسکے لیے راستہ درست کریگا اور ایسا ہی ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہی ہے۔ مگر مسیح نے آکر یہ فیصلہ کر دیا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ تو آچکا اور وہ یحییٰ بن زکریا ہے۔ کیا یہ تسلی بخش کلام یہود کے لیے موجب تسلی ہو سکتا تھا ہرگز نہیں۔ آپکے قاعدہ مقررہ اور دلیل کو یہاں چسپاں کرنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنی اگر یہ عقیدہ یہود کا جو ملاکی نبی سے بعبارۃ النص ظاہر تھا جسپر مسیح کی صداقت و تسلیم کی بنیاد تھی اگر ایسا ہی کمزور ہوتا تو یہود کے مذہب کی تمام عمارت گر جاتی اور ابتک قائم نہ رہتی۔ کیونکہ مسیح کے سچا ماننے کا بنیادی پتھر الیاس کا آسمان سے آنا تھا اگر یہ بنیاد کمزور ہوتی تو آجتک کیوں قائم رہتی۔ افسوس کہ آپ نے ایسا کلیہ قائم کر دیا جس سے عیسائی مذہب بیخ و بُن سے اکھڑ جاتا ہے۔ سوچو غور کرو۔ آپ کا یہ فرمانا کہ جیسے ثبوت مسیح کی صلیبی موت کے موجود ہیں ایسے ثبوت کسی مذہب میں کسی اصول کے واسطے موجود نہیں ہیں۔ محض ایک کلام ہے جو عوام کالانعام کی طرح آپکی زبان سے سرزد ہو گیا ہے ورنہ بیان تو کرو کہ وہ کونسے ثبوت صلیبی موت کے نادر اور لاثانی آپکے پاس ہیں سوائے یہود کی گواہی اور عیسائیوں کی گواہی اور پیلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کی گواہی کے جو بالکل غلط اور بے سود محض دعوی ہی دعوی ہے جس کا ابھی میں ایسا جواب سناؤں گا کہ آپ پھر اس گواہی اور ان شاہدوں کا نام لینا بھی بھول جاوینگے۔ اور کسی مذہب کا تو میں مدعی نہیں البتہ قرآن اور اسلام کا میں دعویدار ہوں اسلام کے اصول مثلاً توحید۔ رسالۃ۔ قیامۃ۔ ملائکہ۔ بعث بعد الموت وغیرہ ہیں ان کا ثبوت جس قدر اور جس جس طریق سے آسمانی کامل کتاب قرآن مجید نے دیا ہے جو میں مدعیانہ ہر ایک مذہب کے مقابلہ میں ایسا پیش کر سکتا ہوں کہ جس سے زائد اور بڑھ کر دنیا کی کوئی کتاب یا کوئی مذہب نہیں بیان کر سکتا آپ اس طریق سے بائبل حصہ ہی مسیح کی الوہیت۔ ابنیت۔ رسالۃ۔ صداقت کفارہ۔ صلیبی موت کا انجیل سے اگر بیان کر دو تو آپ کی راست بازی اور انجیل کا خوشہ چیں الہام آسمانی ہونے کا ثبوت مل سکتا ہے۔